رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اکدن دیکھنا — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا — میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین بنام اڈیٹر اور باقی تمام خط وکتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہے

جلد ۳ — ۸ جنوری سنہ ۱۹۱۶ء — مطابق ۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۴ھ — نمبر ۷۸

مدینۃ المسیح علیہ السلام

الحمد للہ کہ حضرت اقدس ایدہ اللہ کی صحت عام پر درست ہے اور خاندان نبوت میں بھی خیریت ہے +

تین یورو پین صاحبان جو پچھلے دنوں تشریف لائے تھے انمیں سے مسٹر والٹر یاتھا یہ نے لاہور سے اس مضمون کا خط بھیجا ہے کہ ہم لوگ آپکی مدارات کے ممنون ہیں اور آپکے امام (حضرت خلیفۃ المسیح) کی ملاقات سے بہت خوش ہوئے مسٹر موصوف نے حضرت کی تصویر بھی منگوائی ہے چنانچہ حضور کا فوٹو انکی خدمت میں بھیجدیا گیا۔ شائد اسے بھی اپنی اس کتاب میں درج کریں جو قادیان کے حالات پر زیر تالیف سُنی گئی ہے +

منارۃ المسیح کی برجی قریب بہ تیاری ہے کام برابر ہو رہا ہے +

صدر انجمن کے عہدیداروں میں کچھ تبدیلیاں ہوئی ہیں جن کے

اخبار احمدیہ

ارشاد تبلیغ ہر جگہ ہو سکتی ہے۔ ایک معزز دوست نے حضرت اقدس ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھا کہ وطن سے ہجرت کرکے دارالامان میں آرہنے کا ارادہ ہے اگر اجازت ہو تو جائداد فروخت کرکے چلا آؤں اسی خیال سے ملازمت کے لئے چارہ جوئی نہیں کی۔ پس حضور ارشاد فرمائیں کہ آیا کمترین ہجرت کرکے قدموں میں حاضر ہو یا ملازمت کیلئے واسطے چارہ جوئی کرے؟ حضور نے بجواب ارشاد فرمایا دین کی خدمت اور تبلیغ وہاں بھی ہو سکتی ہے۔ آپ ملازمت کریں اور تبلیغ بھی کرتے رہیں۔ (مفہوم بالفاظ راقم) +

مسیح موعود کی کیا ضرورت تھی؟ کلکتہ سے ایک دوست نے لکھا کہ ابو الکلام آزاد قرآن مجید کا درس دیتے ہیں کیا میں اسمیں شریک ہوا کروں؟ حضرت اقدس کی جانب سے جواب لکھا گیا کہ اگر غیر احمدی قرآن جانتے تو پھر مسیح موعود کے آنے کی کیا ضرورت تھی؟ (؍؍)

غیر احمدی کے پیچھے نماز۔ ایک دوست نے حضرت کی خدمت میں لکھا:۔ مخالفین کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو مجدد تسلیم کرلیں اور انھیں جیسا کوئی کہتا ہے ویسا ہی اسکو سمجھیں یعنی کافر کہنے والے کو کافر جانیں تو ہمارے پیچھے نماز پڑھ لوگے یا نہیں۔ ہماری مسجدوں میں نماز پڑھو بلکہ تم ہی ہمارے امام بنو" ایسے لوگوں کو کیا جواب دینا چاہیئے؟ حضرت اقدس نے لکھایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت اس صورت میں دی ہے کہ جن علماء نے کفر کا فتویٰ دیا ان سب کی نسبت یہ لکھدیں اور اخبارات میں شائع کرادیں کہ ہم ان سب کو کافر سمجھتے ہیں پھر حضرت صاحب کے تمام دعاوی و الہامات پر ایمان لائیں اور انمیں کوئی شائبہ نفاق کا بھی نہ پایا جائے

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

مختصر تبلیغی اطلاعات

برہمن بڑیہ سے اخویم مکرم جناب مولوی سید عبدالواحد صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ ماہ دسمبر ہمارے لئے بہت مبارک رہا جسمیں اکتیس آدمی جدید داخل سلسلہ عالیہ ہوئے اور صد ہشتم پورا ہوکر ہفتم میں سے ۱۳ تک تو مبائعین کا نمبر پہنچ گیا ہے فالحمد للہ۔ گو مخالف لوگ ابھی تک شرارت سے باز نہیں آئے مگر عام لوگوں کے خیالات بہت تبدیل ہو گئے ہیں وہ روز بروز حق کے قریب آرہے ہیں۔ بنگلہ زبان میں دو تبلیغی رسالے تیار کرائے ہیں جو خدا تعالیٰ کی توفیق سے چھپکر شائع ہونگے ❊

پیگو میں ہمارے پُرجوش مخلص بھائی جلیل احمد خانصاحب اکثر مخالفین کو بڑی سرگرمی سے تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ سفر ریل میں بھی ہمیشہ دو چار کتابیں اور رسالے ساتھ رکھتے ہیں آپ کی تبلیغ آریوں عیسائیوں اور غیر احمدی مسلمانوں سب کو ہوتی ہے۔ پیگو کے اسلامی ہوٹلوں میں بھی آپنے بہت سی احمدیت کی کتابیں اور ٹریکٹ رکھ دیئے ہیں تاکہ انہیں قیام کرنے والے مسافر بھی مسیح موعود کے ظہور سے آگاہی حاصل کرلیں۔ وہاں بعض اہلحدیث رہتے ہیں جن سے اکثر مذہبی چھیڑ چھاڑ رہتی ہے۔ وفاتِ مسیح کے مسئلہ میں مخالفین کو اکثر ندامت ہی اُٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ حال میں ایک صاحبنے آخر لاچار ہوکر یہ کہدیا کہ اچھا تم ایسی ترکیب بتاؤ کہ مجھے رسول کریم کی بشارت ہو تو میں مرزا صاحب کے دعاوی کو قبول کرلونگا۔ غرض برادر موصوف تبلیغ کے کام میں ماشاء اللہ بہت پُرجوش ہیں۔ فجزاہ اللہ ❊

پٹیالہ سے دارالامان کیطرف آتے ہوئے مولوی عبدالصمد صاحب مبلغ نے ریل میں ایک غیر مقلد کو دعاوی حضرت مسیح موعود کی تبلیغ کی۔ جب وہ مسئلہ وفاتِ مسیح میں ہمارے دلائل سے عاجز آگیا تو آخر یہ کہکر پیچھا چھڑایا کہ میں تو ایک بے علم آدمی ہوں جسپر ہندو مسافروں نے اس کا خوب مضحکہ اُڑایا۔ پھر مولوی صاحب نے سکھوں کو تبلیغ کی اور بتلایا کہ باوا صاحب مسلمان تھے اور انھوں نے بھی حضرت مسیح موعود کی پہلے سے خبر دی ہے۔ اس سے سکھ مسافر بہت متاثر ہوئے فالحمد للہ ❊

بنگال کے مختلف مقامات میں اخویم مکرم حکیم خلیل احمد صاحب مبلغ نے لوگوں کو مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچایا آپ کی تبلیغ ماشاء اللہ بالعموم کارگر ہوتی ہے چنانچہ اس دورہ میں بھی جو آپ بماہ دسمبر کرتے رہے۔ بفضلہ تعالیٰ لوگوں پر بہت اچھا اثر پڑا۔ خدا تعالیٰ قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ❊

تحریک دعا

فیروزپور۔ برادر جعفر علیخان صاحب اپنے کاروبار اور روزگار کے لئے دعا چاہتے ہیں ❊ **چندراوتی** (اندور) عزیز عبدالظاہر صاحب طالبعلم ترقی ذہن کے واسطے۔ **ڈیرہ اسمٰعیلخان**۔ برادر شمس الدین صاحب کمپونڈر کی اہلیہ ۵ ماہ سے بیمار ہیں۔ **بندہ پور** (کشمیر) غلام احمد صاحب مع اہل و عیال کے علیل ہیں۔ **بیگو سرائے** (مونگیر) محمد نور صاحب کے چھوٹے بھائی بہت دنوں سے امراض تپ وغیرہ میں مبتلا ہیں۔ **بن باجوہ** (سیالکوٹ) محمد رمضان صاحب اپنی اور لڑکے کی صحت کے واسطے خواستگار دعا ہیں ❊ **لاہور** عبیداللہ صاحب بٹالوی اور انکی لڑکی بخار میں مبتلا ہیں ❊

قبولیت دُعا

میرواڑہ سے طالب علیخان صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کے متعلق جس دُعا کے واسطے حضرت اقدس کی خدمت میں التجا کی تھی اور اخویم مکرم پیر افتخار احمد صاحب نے اطلاع دی تھی کہ دعا کیگئی۔ اس کا اثر بفضل خدا فوراً ظاہر ہوا۔ فالحمد للہ ❊

جنازہ غائب

فتحپور (گجرات) میں برادر محمود شاہ صاحب کا لڑکا عبدالقادر بروز جمعہ فوت ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا مغفرت فرمائے۔ والدین ودیگر اقرباء کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور مرحوم کا نعم البدل عطا فرمائے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں ❊

تولد

لاہور میں برادر محمد الدین صاحب خیاط کے ہاں پچھلے اتوار کو لڑکا پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ عمر و نیک توفیق بخشے۔ خادم دین بنائے۔ حضرت نے اس کا نام محمد اسحٰق تجویز فرمایا۔ مبارک ہو ❊

حالات سفر۔ اخویم مکرم ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب نے بخیریت پورٹ بلیر (انڈیمان) پہنچکر حالات سفر پر ایک مفصل خط بھیجا ہے جسمیں رستہ کی تبلیغ وغیرہ بہت سی دلچسپ باتیں درج ہیں۔ مسٹر ڈگلس صاحب بہادر چیف کمشنر کی ملاقات کا[٭٭]

متفرقات

شکریہ مبارکباد۔ کنانور سے برادر پی آے تے احمدی لکھتے ہیں کہ جن احباب نے میری تقریب شادی پر مبارکباد کے محبت نامے ارسال فرمائے ہیں ان سب کا بذریعہ اخبار شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جزاہم اللہ ❊

ارادۂ تصنیف۔ سمیٹریال سے برادر حسن محمد خان صاحب ارادہ ظاہر کرتے ہیں کہ رسول کریم کا افضل الرسل ہونا بائبل و اناجیل کے حوالوں سے ثابت کریں پھر حضور کے کامل اتباع سے منصب نبوت کا ملنا اور مسیح ناصریؑ کی وفات وغیرہ ابحاث ضروری۔ بہت مبارک خدا کامیاب کرے ❊

تصحیح برادر فضل حق صاحب انچارج سکرٹری جماعت احمدیہ بیراور (پٹیالہ) لکھتے ہیں کہ الفضل ۶۵ ص ۱ کالم ۳ میں بجائے دبیرپور کے بیراور اور بجائے فضل حسن کے فضل حق چاہیئے احباب درست کرلیں ❊

تبلیغی جلسے جابجا ہوں برادر نور حسن صاحب سکرٹری انجمن کوٹلی ہر نرائن نے پچھلے دنوں اپنے ہاں کے ایک جلسہ کی اطلاع دی تھی جو بچند وجوہ شائع نہ ہوسکی اور اب اسکی تفصیل چنداں ضروری نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن اسی چٹھی میں وہ ایک ضروری تحریک یہ پیش کرتے ہیں کہ ہر جگہ کی مقتدر جماعتیں اپنے اپنے علاقہ میں جابجا تبلیغی جلسے کیا کریں جن کا اثر انشاء اللہ بہت مفید ہوگا۔ ہم اس تجویز سے متفق ہیں ❊

خدمت اسلام کے لئے وقف۔ برادر قائم علی صاحب احمدی قریشی ساکن دولت پور (سیالکوٹ) نے اپنے ۷ سالہ فرزند عزیز عبدالرحیم کو جو ابھی پہلی جماعت میں پڑھتا ہے خدمت اسلام کے لئے وقف کیا ہے۔ جب تیسری پاس کرلے گا تو قادیان بھیجکر جماعت مبلغین میں داخل کردینگے اللہ تعالیٰ اس ارادہ میں برکت اور عزیز مذکور کو عمر دے اور برادر موصوف کو اس قربانی کا اجر عظیم عطا فرمائے ❊

مباحثہ و لکچر۔ اخویم مکرم شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور حسب الارشاد حضرت صاحب یکم جنوری کو سٹروعہ ضلع ہوشیارپور گئے تھے جہاں آریہ سماج کا جلسہ تھا۔ پانچ چھ روز میں ۶ر جنوری کو وہاں سے واپس آگئے۔ سُنا ہے کہ مباحثہ تو آریہ صاحبان نے نہیں کیا مگر شیخصاحب کے لکچروں میں بفضل خدا اچھی کامیابی ہوئی۔ مفصل کیفیت نور کی آئندہ اشاعت میں چھاپینگے جو اس [illegible] اخبار [illegible] نکلتا ہے ❊

٭٭ یہی حال لکھا ہے جو کسی زمانہ گورداسپور میں ڈپٹی کمشنر تھے اور جنھوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا مقدمہ فیصل کیا تھا۔ مفصل انشاء اللہ آئندہ ❊

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
الفضل
قادیان دارالامان - ۸ جنوری ۱۹۱۶ء

جلسہ سالانہ
(نمبر ۴)

مہمان و میزبان گو عرف عام یا محاورۂ مروجہ کے لحاظ سے وہ احباب جو بیرونجات سے آکر شریک جلسہ ہوئے - مرکزی جماعت کے مہمان ہی تھے - لیکن اصل یہ ہے کہ یہاں ظاہرداری اور دستور دنیوی سے سروکار نہیں - بلکہ سارا کاروبار بفضل خدا اخلاص اور حُبِّ دین و ملت پر ہے - اسی طرح جو دوست طرح طرح کی تکالیف و دیرباری برداشت کرکے خدا جانے کہاں کہاں سے کاسے کوسوں کو طے کرکے قادیان آئے - ان کا آنا بھی اسی پاک اصول پر تھا - ورنہ دنیوی آسائشوں اور مدارات کے بھوکے ہوتے تو گھر سے ہی کیوں نکلتے - اور نکلتے بھی تو اور بہتیرے جلسے ملک میں ہوتے ہیں - ان میں جا شامل ہوتے - اور اسی اصول پر جو خدمت بھی قادیان کی غریب جماعت سے بن پڑی - اس نے بتوفیق ربی خوشی خوشی انجام دی (جزاہم اللہ) پس اگر سچ پوچھو تو نہ کوئی مہمان تھا اور نہ میزبان - سارے دینی بھائی تھے جو مدینۃ المسیح کے فیوض و برکات کی پیاس بجھانے اپنے مرکز میں جمع ہوئے اور امام محترم کے کلمات طیبات سُننے آئے تھے - سو الحمد للہ کہ جب تک یہاں رہے خوش رہے - اور خوش خوش ہی اپنا وقت پورا کرکے واپس ہو گئے - کسی کو کسی طرح کی تکلیف کی شکایت کا موقعہ نہ ملا - یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے - یہاں جو جو بزرگ مختلف خدمات پر مامور تھے انہوں نے اپنے فرض کو حضرت امام محترم کے حسب ارشاد بڑی خوش اسلوبی و مستعدی اور اخلاص سے انجام دیا - انکے اسمار گرامی بالعموم ابتدائی نمبر میں مذکور ہو چکے ہیں یہاں نام گننے کی حاجت نہیں - کیونکہ وہ مادشما کی تعریف سے بفضل خدا مستغنی ہیں - خدا تعالیٰ ہی انہیں اجر عظیم عطا فرمائے - انسانی مدح سرائیوں سے کیا بنتا ہے -

"آرڈر پلیز" یہ وہ آواز ہے جو دنیوی جلسوں میں حاضرین کی چہ میگوئیوں اور شور و شغب کے وقت صاحب صدارت کی طرف سے انہیں خاموش کرنے کے لئے بڑا کرتی ہے - جس کا مطلب یہ ہے کہ مہربانی فرما کر بات چیت کوئی صاحب نہ کریں تاکہ جلسہ میں ابتری نہ پھیلے - الحمد للہ کہ ہمارے جلسہ میں اس قسم کی بدعنوانیوں کی نوبت نہیں آتی - چونکہ جملہ حاضرین حضرت امام محترم کے کلمات طیبات اور بزرگان دین کے پاک خیالات سننے آتے ہیں - اس لئے خود ہی ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہتے ہیں - بعض کھڑے ہوئے احباب کو بٹھلانے کی البتہ اکثر ضرورت ہوتی ہے تاکہ پچھلے دوست بھی اچھی طرح سن سکیں اور آواز دور والوں کو بھی پہنچ جائے - ہاں مگر یہ بات ضرور بُری معلوم ہوتی ہے کہ بعض اوقات بچے جلسہ گاہ کے اِدھر اُدھر کھیلتے اور باتیں کرتے رہتے ہیں - ان کی باہمی خوش فعلیوں اور بآواز بلند بولنے سے تقریریں سننے میں خلل پڑتا ہے اس نقص کا آیندہ ضرور کوئی قرار واقعی انتظام ہونا چاہیئے ہماری رائے میں دو چار آدمی خاص اسی کام پر تعینات ہوا کریں کہ بچوں کو شور و غل نہ کرنے دیں - اسی طرح بڑے اور سمجھدار آدمیوں کے بالکل خاموش رہنے اور باادب باوجب قرینہ سے بیٹھ جانے کے متعلق بھی ہر اجلاس کے شروع ہونے سے قبل ایک تاکیدی ہدایت بآواز بلند مہتمان جلسہ کی جانب سے سنا دی جایا کرے تو تمام تقریروں اور کارروائیوں کو سارے حاضرین مزید سکون و اطمینان کے ساتھ سن سکتے ہیں ؛

دوکانداروں کی شکایت خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم سے - ہاں اسی کی حتمی بشارات کے ماتحت چونکہ یہ کاروبار روز بروز زیادہ ترقی پذیر ہے - اس واسطے اسکے متعلق آئے دن نئے غور طلب پہلو نکلتے رہنا امر لازمی ہے - اب کی دفعہ دوکانداروں کے بارہ میں دو باتیں افسوس کے ساتھ سُنی گئیں - اول یہ کہ جلسہ گاہ کے قریب جو دوکانیں - دودھ - چار - بسکٹ - شیرینی یا دیگر اشیاء ناشتہ کی لگتی ہیں انپر اکثر لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے اور انکے بات چیت کرنے سے تقریروں یا جلسہ کی دوسری کارروائیوں میں خلل پڑتا ہے - اس کا ہمارے احباب کو خاص خیال ہونا چاہیئے - یہ نقص اسطرح بآسانی رفع ہو سکتا ہے کہ اول تو دوکانیں ذرا فاصلہ پر لگائی جائیں - دوم خموشی اور سکون کی پوری احتیاط رکھی جائے - یہ بھی مناسب ہوگا کہ بلا اشد ضرورت و مجبوری کے احباب ناشتہ وغیرہ کا شغل عموماً انہی اوقات پر ملتوی رکھا کریں جو درمیانی وقفوں کی شکل میں نماز وضو وغیرہ کے لئے دئے جاتے ہیں اور یہ مہلت کم از کم آدھ گھنٹہ بہرحال ہونی چاہیئے - یہ بات یاد رہے کہ جو لوگ دور دور سے آتے ہیں - انکی غرض اصلی جلسہ کی بابرکت کارروائی میں شریک ہونا اور تقریرات کا سننا ہوتی ہے - خورونوش کے لئے گھروں پر تیز قیام گاہوں پر بہتیرا وقت ملتا ہے ؛

دوسری بات یہ کہ اندرون شہر کے بعض دوکانداروں کو جو عموماً مہاجرین ہیں - اس کا افسوس کرتے سُنا گیا کہ ہمنے جلسہ کے واسطے بہت سامال تیار کیا تھا مگر جلسہ باہر ہونے کے سبب خاطر خواہ بکری نہ ہوئی ہمارے نزدیک ان کی اس شکایت کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا - جلسے تو باہر ہی ہونگے اور ضرور ہونگے - شہر میں (ماشاء اللہ) اتنی مخلوق کہاں اکٹھی سما سکتی ہے - مسجد مبارک کی نمازوں کے وقت ہی صدہا آدمی گلیوں اور دوکانوں و دفاتر وغیرہ میں کھڑے ہو کر شریک جماعت ہوتے ہیں - حالانکہ انہی اوقات میں کچھ آگے پیچھے اکثر مسجد اقصیٰ میں الگ بھی جماعت ہوتی ہے - اور بہت سے اُدھر پڑھ لینے کے سبب اِدہر شامل نہیں ہوتے تو بھلا اوقات اجلاس کی ساری جمعیت یہاں کب سما سکتی ہے - مدرسہ احمدیہ کا صحن و بورڈنگ البتہ کسی حد تک یہ ضرورت پوری کر سکتا ہے - اور سنین ماضیہ کے بعض جلسے اس لحاظ سے بھی ہو چکے ہیں - لیکن مسجد نور کی برکات اور دیگر بہت سی وجوہ موزونیت کا بدل اسجگہ محال ہے - پس ہمارے دوکاندار ایسا انتظام کیوں نہ کیا کریں کہ پہلے سے جو مال تیار یا مہیا کیا جاوے وہ اندازاً صرف بقدر ضرورت ہو - اور باقی ساتھ کے ساتھ جوں جوں مانگ ہو تیار ہوتا رہے - مہاجرین کو سالانہ اجتماع کے موقعہ پر کچھ فائدہ پہنچنے کی بجائے اُلٹا نقصان ہونا ضرور افسوس کی بات ہے - مگر ان کا بھی تو یہ فرض ہے کہ سالہائے ماسبق کے تجربہ کی بنا پر ذرا سمجھ اور دوراندیشی سے کام لیں - بعض اوقات گراں فروشی کی شکایت بھی سننے میں آتی ہے جو تھوڑے سے اخلاص میں بآسانی رفع ہو سکتی ہے - اسطرح کہ خریدار تو یہ سوچیں کہ یہاں ہر چیز فی الواقعہ بھی شہروں کی نسبت گراں پڑتی ہے - پھر اگر کوئی پیسہ زیادہ بھی جاتا ہے تو کسی غیر کی جیب میں نہیں - بلکہ اپنے بھائیوں کے

پاس بستا ہے - ادھر دوکاندار یہ خیال کریں کہ معزز مہمانوں کی مدارات کا آخر اپنا بھی کچھ نہ کچھ حق ہے - پھر جتنا واجبی نرخ سے نہ بیچیں - اتنی ہی بِکری زیادہ ہو سکتی ہے - اگر مال پڑا رہ جائے اور بعد میں خراب ہو کر بہ نرخ ارزاں دینا پڑے - تو گراں فروشی کی ساری کسر نکل جاتی ہے - بہر حال گو یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں مگر احمدی قوم کا فرض ہے کہ اپنے تمام کاموں میں اصول معقول اور مآل اندیشی و اخلاص کو ہاتھ سے نہ جانے دے -

صیغہ ترقی اسلام

ہم اس سلسلہ کے پچھلے نمبر میں ذکر کر چکے ہیں کہ ترجمۃ القرآن پارہ اول انگریزی نیز اردو اور بعض دیگر ضروری رسالے و ٹریکٹ جو بتقریب جلسہ شائع ہوئے یا احباب میں تقسیم ہوئے - وہ انجمن ترقی اسلام کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہیں - جو خدا تعالے کے فضل سے حضرت امام اولوالعزم کی زیر نگرانی اپنے فرائض انجام دیتی ہے چونکہ اس کے فرائض اور اخراجات کام کی ترقی کے ساتھ روز بروز بڑھتے جاتے ہیں - اس واسطے جماعت کو انجمن موصوفہ کی حوصلہ افزائی و اعانت کا خاص خیال ہونا چاہئیے - احباب کو اخبار کے ذریعہ سے بھی اطلاعات ملتی رہتی ہیں - اور انہوں نے جلسہ کے موقعہ پر بچشم خود بھی دیکھ لیا کہ اس صیغہ کا کاروبار سلسلہ کی بنیادی ضروریات کے ساتھ کیسا اہم تعلق رکھتا ہے - مبلغوں کے کثیر اخراجات علاوہ تنخواہیں پھر ضروری کتابوں کی بلا قیمت یا قلیل قیمت پر اور رسالوں اور اشتہاروں کی مفت اشاعت کچھ تھوڑا کام نہیں ہے - اور ابھی اس کام کو بڑھانے اور مفید و نتیجہ خیز بنانے کی بڑی گنجائش ہے - تبلیغ حق اس سلسلہ کا اصل مقصد ہے اور ظاہر ہے کہ یہ مقصد - انہی ذریعوں (مبلغین و کتب و رسائل) سے حاصل ہو سکتا ہے - موجودہ حالات میں فنڈ کی کمی اس کی اجازت نہیں دیتی کہ تبلیغی کوششیں کسی بڑے پیمانہ پر عمل میں لائی جا سکیں - اس واسطے ضروری معلوم ہوتا ہے - کہ صیغہ ترقی اسلام کو زیادہ مفید و کارگر بنانے اور وسیع پیمانہ پر چلانے کے لئے احباب اس کی مالی اعانت پر خاص توجہ فرماویں - اور تمام مقامی جماعتیں اپنے معمولی ماہوار چندوں کے علاوہ اس کا چندہ ماہوار مستقل طور پر دیگر چندوں سے الگ بالالتزام بھیجا کریں - اس میں شک نہیں کہ جماعت پر مالی قربانیوں کا آگے ہی بہت بوجھ ہے - مگر اس کے ساتھ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر شخص بنیادی ضرورتوں پر بھی آخر اپنی کمائی کا بڑا حصہ خرچ کرتا ہی رہتا ہے - پس اگر خدمت دین کی طرف کچھ مزید توجہ کی جائے تو ان کے اموال میں خدا نخواستہ گھاٹا نہیں پڑنے کا - بلکہ زیادہ برکت کی ہی خدا کے فضل و کرم سے امید ہو سکتی ہے یہ کام ضرور ہونیوالے ہیں - خدائے تعالیٰ خود کارساز و مسبب الاسباب ہے - لیکن خوش نصیب ہونگے وہ جو درمیانی ذریعہ بنیں - اور نصرت اسلام کے کاموں میں دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد مقدس پیش نظر رکھیں - اللہ تعالیٰ سب بھائیوں کو توفیق دے کہ ضرورت وقت اور اپنے فرض پر کما حقہ توجہ فرمائیں - آمین -

رپورٹ اور چندہ

سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ۲۸ تاریخ کو صدر انجمن کی جو رپورٹ سنائی گئی وہ غالباً میگزین میں یا علیحدہ چھپے گی - اس کے ضروری پہلوؤں پر ہم کوئی اظہار رائے نہیں کر سکتے - جب تک کہ کاغذات متعلقہ پیش نظر نہ ہوں - کارکنان دفتر سکرٹری صاحب اسطرف توجہ فرمائیں ⁂

چندہ جو اسی تاریخ کو ہوا - اس کی میزان تخمیناً چار ہزار نقد اور قریباً تین ہزار کے وعدے بیان کی جاتی ہے - اگر رقوم موعودہ سب وصول ہو جائیں تو گویا ایک سال سات ہزار روپیہ چندہ ہوا - غریب جماعت کی گوناگوں زیر باریوں پر نظر کی جائے تو چار ہزار نقد کی رقم بھی غنیمت اور قابل شکر گذاری ہے - لیکن سلسلہ کی روز افزوں ضروریات کو ملحوظ رکھ کر نیز اس خیال سے کہ پچھلے جلسہ کے موقعہ پر انہی ایام میں ۳۱ دسمبر تک سوا چھ ہزار کی رقم داخل خزانہ صدر انجمن ہوئی تھی - اس دفعہ رقم نقد میں سوا دو ہزار کی کمی قابل افسوس معلوم ہوتی ہے - اور وعدے وصول ہو جانے کی صورت میں پونے ہزار کی بیشی تسلی بخش -

دو باتوں کی کمی

افسوس ہے کہ اس دفعہ وقت کی گنجائش نہ نکلنے کے سبب احمدی کانفرنس کا جلسہ کوئی نہیں ہوا - جو ہر سال عموماً بوقت شب مسجد مبارک میں ہوا کرتا تھا مگر اس کی کمی کی بہت زیادہ تلافی کا اللہ تعالیٰ نے ایک اعلیٰ سامان یہ کر دیا جس کا پچھلی اشاعت میں ذکر آ چکا ہے کہ مقامی جماعتوں کی ترقی و اصلاح کے متعلق ششماہی رپورٹوں کے فارم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی طرف سے سکرٹری صاحبان کو دیئے گئے تاکہ عملی کام دوران سال میں برابر جاری رہ سکے جو سال گے سال صرف ایک دفعہ کے اجتماع عہدیداران اور تبادلہ خیالات سے انشاء اللہ کہیں زیادہ مفید ثابت ہوگا دوسری کمی یہ کہ صیغہ ترقی اسلام جس کا بہت سا عملی کام جماعت کے سامنے ہے - کوئی باضابطہ رپورٹ جلسہ کے موقعہ پر احباب کے گوش گذار نہ کر سکا - بلکہ شاید کثرت مشاغل میں اسکے قلمبند و مرتب کرنے کا بھی موقعہ نہیں ملا -

خاتمہ - مبارکباد اور دعا

فی الحال ہم جلسہ کی روئداد کو ختم کرتے اور حضرت امام اولوالعزم نیز تمام جماعت کو اس جلسہ کی غیر معمولی رونق و کامیابی اور بخوبی انجام پذیر ہونے پر مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آئندہ اس سے بھی زیادہ ترقی و کامیابی اس سلسلہ حقہ کو عطا فرمائے - آمین ⁂

سر کشم شکوہ اگر تاب شنیدن داری
سینہ بشگافم اگر طاقت دیدن داری

الفضل کو خواہ کتنی ہی مشکلات کا سامنا ہوا - اسکی مالی حالت کیسی ہی نازک کیوں نہ رہی ہو مگر اس نے کبھی مالی امداد کے لئے اپیل نہیں کی نہ اب مقصود ہے مشین کے ناقابل برداشت بوجھ یا اور قسم قسم کی زیر باریوں کے سبب سے پچھلے ڈھائی سال کے عرصہ میں چار پانچ ہزار کا نقصان اٹھانا پڑا جس کے لئے وہ ابتک مقروض ہے اول تو اسے خود ہی بفضل خدا یہ گوارا نہیں کہ اپنے حق واجبی (قیمت) کے علاوہ کسی دوسرے طریق پر جماعت سے خواہان امداد ہو اور اگر وہ بحکم ضرورت و مجبوری ذلت سوال گوارا کرنا بھی تو محترم مالکان کی حمیت کب گوارا کرنے دیتی ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ کم و بیش آٹھ سو کی قلیل اشاعت اسکے کثیر اخراجات کی ہرگز متحمل نہیں ہو سکتی جلسے کے موقعہ پر متعدد احباب اور جماعتوں کو توسیع اشاعت کی ضرورت پر توجہ دلائی گئی لیکن افسوس کوئی تسلی بخش نتیجہ نہ نکلا - برادران ملت نے خدا کے فضل سے بڑی بڑی قربانیاں کیں - قومی ضروریات کے لئے دل کھول کر چندے دیئے بہت اچھا کیا - مرحبا جزاہم اللہ لیکن کیا الفضل کا اتنا بھی حق نہ تھا کہ اس موقعہ پر اسکی اخلاقی اعانت کا بھی کچھ خیال کیا جاتا؟ وہ جو کچھ اور جیسی کچھ خدمت کر رہا ہے - سب کے سامنے ہے - اور پے در پے مجبوریوں کا معاملہ تو الگ ہے وگرنہ وہ خود بھی موجودہ خدمات پر مطمئن نہیں بلکہ ارادہ رکھتا ہے کہ خدا کے فضل و توفیق سے آئندہ اس سے کہیں زیادہ قیمتی خدمات انجام دے - مگر جب تک اسے بلحاظ اشاعت اور مالی حالت کے طمانیت حاصل نہ ہو - صورت حال میں کوئی اصلاح و ترقی سخت دشوار ہے لیکن آپ بھی کیا وہ امام محترم ایدہ اللہ کے خطبات اور درس آپکو نہیں دیتا؟ کیا اسمیں سلسلہ کے متعلق ضروری مضامین نہیں ہوتے؟ کیا اس کی اخبار احمدیہ جماعت کے لئے خاصے احمدی گزٹ کا کام نہیں دیتیں (حالانکہ ... ہم ابھی اسی عنوان کے ماتحت کئی مفید و ضروری تجاویز و اصلاحات مدنظر ہیں جن کا ظہور انشاء اللہ رفتہ رفتہ آپ ملاحظہ فرمائینگے) کیا وہ آپ کو دیار محبوب کی خبریں نہیں پہنچاتا - اور کیا احباب کی بہت سی ذاتی ضروریات کے اعلان اس میں مفت شائع نہیں ہو جاتے - کیا مرکزی دربار اور مختلف محکمہ جات کی وقتی اطلاعیں آپ کی خاطر بلا کسی اجرت کے اس میں نہیں چھپتی رہتیں - کیا الفضل پر سب کے حقوق ہیں اور اس کے کسی پر نہیں - پھر آخر اس سرد مہری کی کیا وجہ کہ آپ لوگوں کو اس کی اشاعت بڑھانے کا خیال نہیں - بارہا ان کالموں میں توجہ دلائی گئی پھر جلسہ کے موقعہ پر بھی کئی احباب سے تحریک کی گئی مگر اس مبارک تقریب پر کل ہم دس بارہ خریدار الفضل کو ملے ہمدردی و حوصلہ افزائی کی یہ سست رفتار سخت مایوسی بخش ہے کاش کہ اب بھی باحمیت احباب اسکے متعلق اپنا فرض سمجھیں ⁂

حضور وائسرائے کے جانشین

لارڈ ہارڈنگ بہادر بالقابہٗ کی جگہ کون ہندوستان کے نائب السلطنت ہونگے ؟

معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال تاحال طے نہیں ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ پچھلے دنوں کلکتہ میں اس مفہوم کی ایک خبر شائع ہوئی تھی کہ موجودہ وزیر جنگ دولت برطانیہ یعنی لارڈ کچنر بہادر ہندوستان کے وائسرائے بنائے جائینگے اور یکم جنوری کو اسکے متعلق باضابطہ اعلان بھی شائع ہو جائیگا۔ لیکن کہتے ہیں کہ تاریخ مذکورہ تک دارالخلافہ دہلی میں کسی کو کچھ معلوم نہ تھا۔ ہمارے نزدیک جبتک قرار واقعی طور پر کوئی اعلان سرکاری اس بارہ میں شائع نہ ہو یونہی اٹکلیں دوڑانا اور افواہیں اُڑانا ایک لغو حرکت ہے اور اسکے مرتکب ابتداء میں غالباً وہی لوگ ہوتے ہونگے۔ جو لیئے دیسی کاروبار کی طرح معاملاتِ حکومت کو بھی بازیچۂ اطفال سمجھتے ہیں +

مکتی فوج کی خدمات

بیان کیا گیا ہے کہ ہندوستان کی جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح میں مسیحیوں کی مکتی فوج بڑا بھاری کام کر رہی ہے۔ اس ملک میں ان لوگوں کی ۲۹ بستیاں ہیں جنمیں سات ہزار سے زیادہ جرائم پیشہ ہندوستانیوں کو سدھارنے کے سامان کئے گئے ہیں۔ اصلاح خلق اور خدمت بنی نوع ضرور ایک قابل تعریف کام ہے جسمیں دیگر اقوام خصوصاً اہل اسلام کو مسیحی دوستوں کی تقلید کرنی چاہیئے۔ کیونکہ شفقت علیٰ خلق اللہ درحقیقت عین تعلیم اسلام کا منشاء ہے۔ لیکن یہ بات یقینی ہے کہ اخلاقی درستی کے ساتھ روحانی موت کا پیالہ بھی ضرور پلایا جاتا ہوگا۔ کوئی دانشمند کہہ سکتا ہے کہ ایک عبد کو معبود کا شریک خدائی ٹھہرانا روحانی موت کا مترادف نہیں ؟ اور کیا مسیحی مقتدایانِ دین کسی معقول طریق سے باور کرا سکتے ہیں کہ انکی مکتی فوج کے ذریعہ ملی ہوئی اخلاقی نجات (درستی اطوار) روحانی نجات کا بھی ذریعہ ہو سکیگی ؟ ماحصل یہ کہ جب ایسے باطل عقائد والوں کے جوشِ خدمت کا یہ حال ہے تو حاملانِ حق میں یہ جوش ان سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہونا چاہیئے۔ زندہ اسلام کے نام لیوا۔ مسیح محمدی کے غلام ان باتوں سے سبق حاصل کریں +

نئے اخبار

حال میں دو جدید ہمعصر جاری ہوئے ہیں ایک البرید ہفتہ وار کانپور سے محمد فضل حسین صاحب کی ایڈیٹری میں حجم ۱۶ صفحے چندہ للعہ سالانہ مضامین مختلف قسم کے خبریں جنگی و ملکی + دوسرا اقدام روزانہ کلکتہ سے بڑی تقطیع پر نکلا ہے جسکے ایڈیٹر محی الدین احمد صاحب بی اے ہیں۔ اس میں زیادہ تر سیاسی امور سے بحث ہوتی ہے حجم ۸ صفحے ڈبل قیمت ... سالانہ۔ لکھائی چھپائی کاغذ کے لحاظ سے دونو اچھے ہیں۔ مضامین کے بارہ میں ہماری یہ رائے ہے کہ سارے اخبارات کو متفرقات کا کشکول بنا دینے سے یہ بہتر ہوگا کہ تقسیم عمل کے اصول پر دائرہ بحث کو محدود و معین کر کے خاص خاص ملکی و قومی ضروریات پر یکسو ہو کر زور دیں نئے پرچے اگر چاہیں تو اس کا التزام کر سکتے ہیں۔ پرانے معاصرین تو خیر جس ڈگر چل رہے ہیں۔ اسکے بدلنے سے ایک حد تک معذور بھی ہیں۔ اردو اخبارات کی ترقی میں یہ امر بھی ایک بڑا مانع ہے کہ پالیسی یا طرز بیان کے فرق و اختلاف سے قطع نظر کر کے وہ گویا ایک امر لازمی و قدرتی سمجھو۔ باقی نوعیتِ مضامین اور پیش نظر مقاصد میں قریب قریب سب یکساں ہوتے ہیں۔ پبلک کس کس کی قدر کرے نتیجہ یہ کہ چٹخارہ دار عبارتوں اور قومی یا سیاسی جذبات کو ابھارنے والے ولولہ انگیز مضامین کی چاشنی سے یا خاص مساعی و وسائلِ اشاعت کے زور سے بعض اخبار تو اپنے بل پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور باقیوں کے ہاں آئے دن کمی اشاعت اور خرابیٔ مالی حالت کا جھینکنا پڑا رہتا ہے۔ یورپ میں یہ حالت نہیں۔ وہاں عموماً جدا جدا مذاق کے مختلف طبقاتِ ملت کی اغراض و ضروریات سے تعلق رکھنے والے آرگن نکالے جاتے ہیں اسی لئے انکی اشاعتیں بھی ہزاروں سے گزر کر لاکھوں تک پہنچ جاتی ہیں۔ کاش کہ تہذیب و شائستگی میں اقوام مغربی کی تقلید کرنیوالے افراد ملک و ملت اس ضروری اصول پر بھی متوجہ ہوں تو اخبارات کے ذریعہ سے بہت سے کام سنور سکتے اور خلق اللہ کو معتد بہ فائدہ پہنچ سکتا ہے +

مسلم لیگ کا اجلاس اور فضیحت خیز حرکات

ایکے سال نیشنل کانگریس کا اجلاس بھی بمبئی ہی میں تھا اور مسلم لیگ کا بھی وہیں ہوا۔ مگر آخر الذکر کی نسبت کہتے ہیں کہ اسمیں ایسی بے لطفی بلکہ افسوسناک ابتری رونما ہوئی جسکی تلخی و ندامت کو حامیان لیگ غالباً کبھی نہ بھولینگے۔ علاوہ شور و شغب کے لوگوں نے معزز صاحب صدارت کی ذاتیات پر بھی حملے کئے اور کہا کہ نہ آپکی شکل صورت مسلمانوں کی نہ لباس و پوشاک نہ بول چال۔ پھر آپ مسلمان کس بات کے ہیں اور ایک اسلامی جلسہ کی صدارت کے کیا معنے۔ بہت کوشش کی گئی کہ کسی طرح ابتری کا سدباب ہو مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو آخر ناچار جلسہ بند کرنا پڑا۔ اسی طرح پریزیڈنٹ صاحب کی تقریر صدارت کی نسبت ایک مشہور اخبار نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اسمیں چند جگہ جو اسلام کا نام آتا ہے اگر اسے نکال دیا جائے تو بلحاظ اصول و خیالات کے وہ خاصہ نیشنل کانگریس کا پریزیڈنشیل اڈریس بن سکتا ہے۔ غرض یہ کچھ ہے کیفیت ان لوگوں کے قومی کارناموں کی جو اسلام کی سیدھی سچی اور بابرکت تعلیمات سے غافل ہو کر خانہ ساز اصولوں پر قوم کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو پار لگانا چاہتے ہیں۔ ہمیں یاد ہے کہ مسلمانوں کے مصلح حقیقی اور دنیا کے سچے ہادی حضرت مسیح موعود و مہدی آخر زمان علیہ السلام کے حضور جب اس مسلم لیگ کا ذکر آیا تو حضور نے اسکی نسبت ناپسندیدگی ظاہر فرمائی تھی۔ بھلا کیا کوئی ایسا کام جسے خدا کا برگزیدہ مامور ناپسند فرمائے مسلمانوں کے حق میں سازگار و بابرکت ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ اب بھی اگر مسلمانوں کو اپنے حقیقی نفع و ضرر کی کچھ فکر ہے تو ایسے فضول مشاغل سے باز رہیں جسکے نتائج نہ انکو دنیا کا فائدہ دے سکتے ہیں نہ دین کا۔ ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کئی سال سے نیشنل کانگریس کی نقل ہوتی ہے۔ آخر آج تک اس سے مسلمانوں نے کیا کچھ حاصل کیا ؟ مسلمان یاد رکھیں کہ آج مسیح موعود کی غلامی کے سوا کوئی اور ذریعہ موجب فلاح نہیں

ہو سکتا۔ اور سیاسیات کے خرخشے تو انھیں کبھی راس آ ہی نہیں سکتے جبتک کہ اسلامی تعلیم پر پورا پورا عملدرآمد نہیں۔ عملاً آنحضرت سے زیادہ رسول کریم سے زیادہ اور خود

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

کیا شوہر اپنی بیویوں کو خود نہیں پڑھا سکتے؟

عورتوں کی تعلیم کیوں ضروری ہے اور اس زمانہ میں اس کی اہمیت کس درجہ سے اور بھی بڑھ گئی ہے۔ عورتیں جاہل رہیں تو اس کے کیا کیا خطرناک نتائج نکل سکتے ہیں یہ اور اسی قبیل کے کئی اور سوال ہیں جنکو حل کرنا چاہیں تو بڑی طول طویل بحثوں کی گنجائش ہے۔ لیکن یہاں تو ہمیں تعلیم نسوان کی ضرورت و اہمیت تسلیم کر کے یہ دیکھنا ہے کہ جن بیویوں کو بدنصیبی سے والدین کے زیر تربیت لکھنا پڑھنا نصیب نہیں ہوا وہ کس کس طریق سے بقدر ضرورت علم حاصل کر سکتی ہیں اور اگر کوئی دوسرا طریق سہل الحصول یا ممکن العمل نہ ہو تو آیا بیاہے جانے کے بعد خود انکے شوہر بھی انہیں کچھ پڑھا لکھا سکتے ہیں یا نہیں؟

فی الواقعہ یہ بڑی قابل افسوس حالت ہوتی ہے کہ شوہر اچھا مہذب شائستہ اور تعلیم یافتہ ہے مگر بیگم صاحبہ پلے بندھ گئی ہیں ایسی کہ الف کے نام بے بھی نہیں جانتیں۔ مانا کہ وہ غریب سقراط کی طرح ان کی بدمزاجی پر صبر کریگا۔ مانا کہ وہ ان کے پھوہڑ پنے کی تلخیوں کو شربت کا گھونٹ کر کے پی جائیگا۔ یہ بھی فرض کر لیا کہ وہ ان کی گنوارپنے کی باتوں سے بھی قطع نظر کرتا رہیگا تا وقتیکہ اثر صحبت سے ایک دوسرے کی خو بو رفتار گفتار اور لب لہجہ وغیرہ مل جلکر سمو یا نہ جائے لیکن اگر وہ خود ایک نازک طبع نفیس مزاج تمیز دار سلیقہ شعار انسان ہے تو ابتداء کچھ عرصہ تک اس غریب کو ایسی رفیق زندگی کی وجہ سے جو بالکل جاہل و بدتمیز ہو کیسی سوخت اور کلفت لاحق حال رہیگی

یہاں دو باتیں قابل لحاظ ہیں کہ بعض بھلے گھروں کی بہو بیٹیاں باوجود ان پڑھ (نا تعلیمیافتہ) ہونے کے بدسلیقہ بدتمیز یا بول چال عادت خصلت کی بری نہیں بھی ہوتیں۔ اگر خوش نصیبی سے ایسا ہو تو زہے قسمت۔ مگر پھر بھی ایک مہذب روشن خیال اور علم دوست مرد کے لیے بیوی کی محض جہالت کا سوال ہی کچھ کم باعث فکر اور حل طلب نہ ہوگا۔ دوسری بات یہ کہ اس قسم کے نشیب و فراز کیوں نہ تعلق ازدواج قائم ہونے سے پہلے ہی سوچ لئے جائیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ بہت ہی اچھی اور ضروری بات ہے کہ نسبت ٹھہرتے کے وقت لڑکی کا جاہل یا تعلیمیافتہ ہونا معلوم کر کے بیاہ شادی کی نوبت آئے۔ اور بالعموم ہوتا بھی اسی طرح ہے کہ طرفین کو ایک دوسرے کے حالات سے اک بڑی حد تک آگاہی حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ بعض صورتوں میں ٹھیک ٹھیک حالات جیسے چاہیں معلوم نہ ہو سکیں یا باوجود معلوم ہونے کے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعض مجبوریوں خاندانی تعلقات اور اصول معاشرت کی کمزوریوں کے سبب انکو نظر انداز کر دینا پڑتا ہے۔ غرض یہ صورت بہرحال ممکن الوقوع ضرور ہے کہ تعلیمیافتہ شوہر کو جاہل بیوی ملے۔ اس وقت یہ سوال لامحالہ غور طلب ہوگا کہ اب وہ خود اسے کچھ پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

اس میں شک نہیں کہ بوڑھے طوطوں کا پڑھانا ہے ذرا ٹیڑھی کھیر اگرچہ بعض لڑکیاں شادی کے وقت اتنی عمر کی نہیں ہوتیں کہ سچ مچ انہیں بوڑھے طوطے ہی کہہ سکیں۔ تاہم جب ان کی اوائل عمر جو تحصیل علم کے لئے قدرتاً زیادہ موزوں ہے ماں باپ کی غفلت سے جہالت میں گزر گئی اور قوائے دماغی و جسمانی کو علمی مشاغل سے چنداں مناسبت ہی پیدا نہ ہوئی تو عملاً ان کا لکھنا پڑھنا بلاشبہ دشوار ہوگا۔ لیکن ہم یہ کہتے ہیں اور مشاہدہ و تجربہ اس پر شاہد ہے کہ اگر ایک طرف علم حاصل کرنے کا خاطر خواہ شوق ہو اور دوسری طرف تعلیم دینے کا جیسا چاہیئے فکر و اہتمام تو کوئی وجہ نہیں کہ میاں اپنی بیوی کو بقدر ضرورت خود نہ پڑھا سکے۔ بلکہ بعض صورتوں میں تو ذہین و سمجھدار آدمی بڑی عمر میں بہ نسبت لڑکپن کے زیادہ سرعت و سہولت سے علم و ہنر سیکھ لیتا ہے۔

پس اگر غیر معمولی کم فرصتی مانع نہ ہو اور ساتھ ہی یہ بھی اندیشہ ہو کہ کسی استانی یا مدرسہ بند سے پڑھوانے کی صورت میں طریقہ تعلیم کی خرابی وغیرہ سے کوئی حرج و نقصان پیدا ہوگا تو چاہیئے کہ شوہر اپنی بیوی کو ضرور خود ہی پڑھنا لکھنا سکھائیں۔

گھر گرہست کے دھندوں میں خاصکر بیوی کیواسطے وقت کا نکالنا بلاشبہ مشکل ہے مگر جس کام کا کرنا ضروری ہو وہ آخر کسی نہ کسی طرح دوسرے کاموں کا حرج کر کے بھی کرنا ہی پڑتا ہے اس واسطے اگر دن رات کے ۲۴ گھنٹوں میں سے زیادہ نہیں تو ایک گھنٹہ ہی روزانہ کسی وقت مقرر کر دیا جائے اور اسے بلا ناغہ پابندی کے ساتھ نباہا جائے تو یقیناً آہستہ آہستہ بہت کچھ علم سیکھا اور سکھلایا جا سکتا ہے۔ اگر روزانہ سبق جاری نہ رہ سکے تو تیسرے دن ہی۔ ایک دو بار خود اچھی طرح سمجھا کر بتا دینے کے بعد یاد کرانے میں کسی بچہ یا لڑکی سے جو خواندہ ہو مدد لے سکتے ہیں بچوں سے یہ کام تھوڑی سی طمع دیکر اکثر آسانی نکل جاتے ہیں مثلاً انکو مصارف تعلیم میں کچھ مدد دے دی یا بقدر ضرورت و استطاعت ان کا کچھ وظیفہ مقرر کر دیا۔ قرآن شریف اور معمولی اردو وغیرہ پڑھے ہوئے بچے اکثر کنبوں اور محلوں میں ہوتے ہیں۔ اس ترکیب سے ان کی امداد بھی ہو سکتی اور اپنا کام بھی نکل سکتا ہے۔ شوق و توجہ شرط ہے۔

اس وقت البتہ بڑی دقت اور الجھن پیدا ہوگی جبکہ بیوی کے قوائے دماغی غیر معمولی طور پر علمی مشاغل کے مناسب حال نہوں۔ یعنی طبعاً وہ بالکل غبی اور کند ذہن ہو یا اوائل عمر کی غافلانہ تربیت نے مناسبت علم و ہنر سے بالکل کورا رکھا ہو۔ ساتھ ہی یہ بھی ذرا غور طلب بات ہے کہ ایک طرف تو الفت و محبت کا نازک رشتہ اور دوسری طرف استادی شاگردی کے کٹھن مرحلے جن میں کچھ نہ کچھ تادیب و سیاست کی ضرورت کبھی نہ کبھی پڑہی جاتی ہے خواہ وہ بشرہ اور لب و لہجہ کی خفیف تبدیلی سے آگے نہ بڑھنے پائے۔ تو ایسی صورتوں میں مرد کا فرض ہوگا کہ خارق عادت ضبط سے کام لے۔ مزاج کو قابو میں رکھے اور تلخی ترشی یا سختی درشتی کے برتاؤ سے امکان بھر بچے۔ استادی شاگردی کا تعلق یوں بھی ہمدردی و شفقت کا متقاضی ہے پھر خاصکر جنس لطیف اور اپنے رفیق زندگی کے ساتھ اس کی بہت ہی زیادہ ضرورت ہے۔

بہرحال چونکہ بیویوں کا جاہل رہنا اس زمانہ میں اک بڑی خرابی اور امور دین و دنیا میں نقصان عظیم کا موجب ہے۔ خاصکر کوئی غیور مسلمان اور سچا احمدی تو بلا اشد مجبوری کے گوارا نہ کریگا کہ جس کی گود میں اس کی آئندہ نسل کی پرورش و تربیت ہوتی ہے وہ بالکل بے علم ہو جس سے اولاد کی حالت پر بھی برا اثر پڑے اور اسے جو دینی مذہبی معاشرتی کے متعلق گوناگوں وقتوں کا سامنا ہو۔ بیوی اگر جاہل مطلق ہوگی تو اس کی جہالت ضرور کسی نہ کسی رنگ میں اور کبھی نہ کبھی اپنی نیز شوہر کی خفت اور پردہ دری کا موجب ہوگی۔ لیکن جب ایک مرد مسلمان اس امر کو مد نظر رکھے کہ ہم دونو ایکدوسرے کے لباس (پردہ پوش۔ موجب زینت اور باعث راحت) ہیں تو پھر اسے کیونکر چین پڑ سکتا ہے تا وقتیکہ اپنے لباس کا یہ نقص

ایک مخلص دوست کا عریضہ
(بحضرت خلیفۃ المسیح ایدہ)
اور
آسمانی جنگ کا نقشہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سیدنا و امامنا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یورپ کے بعض حصص میں دنیاوی بادشاہوں کی باہم جنگ ہو رہی ہے۔ اور محسن و کرم گستر سرکار برطانیہ بھی اس جنگ میں شریک ہے۔ ہمارے ملک ہندوستان کے لوگ بھی فوج میں بھرتی ہوکر اپنی محسن و خیرخواہ رعایا گورنمنٹ کی امداد کے لئے جان ہتھیلی پر دھرے میدان جنگ میں جا رہے ہیں۔ سب سے زیادہ حصہ اس وقت ہمارے ملک پنجاب نے لیا ہے۔ جو بڑی کثرت و سرعت سے بھرتی ہوکر چلے جاتے ہیں۔ میرے خیال میں سب سے کم حصہ لینے والا اس جنگی کام میں ملک گجرات کاٹھیاواڑ ہے۔

اس واسطے اس ملک سے جنگ کرنے کے لئے اس دنیا کے بادشاہ شہنشاہ عالمین احکم الحاکمین نے احاطہ بمبئی گجرات۔ کاٹھیاواڑ میں اپنی افواج بھیج کر جنگ کا حکم صادر فرمادیا ہے۔ اور جابجا مناسب مقامات پر قلعہ بندی و مورچہ بندی ہوکر لڑائی شروع ہوگئی ہے۔ عذاب الٰہی کے بمب برسنے شروع ہوگئے ہیں۔ اور توپ کی ہیبتناک آوازوں اور گولوں کے پھٹنے سے آسمان دھواں دھار ہونا شروع ہوگیا ہے۔ چنانچہ شہر اندور۔ شہر سورت۔ گرد و نواح بڑودہ و خاندیش میں مورچہ بندی ہوکر جنگ (پلیگ) شروع ہوگئی ہے۔

لوگ کہتے ہیں یہ جنگ بادشاہوں کے بادشاہ احکم الحاکمین شہنشاہ عالمین نے رعایا کے ساتھ کیوں شروع کی ہے؟ بادشاہ بادشاہوں سے جنگ کرتے ہیں نہ کہ رعایا سے میں کہتا ہوں یہ بات بالکل سچی اور پکی ہے کہ بادشاہ بادشاہوں سے جنگ کرتے۔ مگر قوانین سلطنت کو غور سے پڑھو۔ گوش ہوش سے اس کا مطالعہ فرماؤ۔ ابتدائے دنیا سے یہی قانون چلا آتا ہے۔ کہ جب کوئی رعایا۔ کوئی قوم۔ کوئی اُمت اپنے بادشاہ کے احکام کی خلاف ورزی کرتی ہے تو شاہی عتاب اُس پر نازل ہوتا ہے۔ شاہی حکم کے ماتحت شاہی فوج ان کو تباہ و برباد کر دیتی ہے انکو پیس ڈالتی ہے۔ کچل ڈالتی ہے۔ تاوقتیکہ وہ قوم اپنی بغاوت سے توبہ نکرے۔ اور رجوع نکرے۔ اور شاہی قوانین کی فرمانبرداری اکمل و اتم طور سے بجا نہ لائے۔ اسی طرح اس حقیقی مالک حقیقی شہنشاہ احکم الحاکمین نے قانون مقرر فرمایا ہوا ہے کہ جو کوئی میرے بھیجے ہوئے حاکموں میرے بھیجے ہوئے رعایا کی اصلاح کرنے والوں۔ رعایا میں امن عامہ قائم کرنیوالوں سے جنگ کرے گا۔ انکی نافرمانی کریگا انکے مقابلہ پر تُلے گا۔ میں رب الافواج ہوں۔ اپنے مقرر کردہ قوانین وماکنا معذبین حتی نبعث رسولاً کے ماتحت ان سے جنگ کروں گا۔ اپنی افواج برنگ پلیگ ہیضہ۔ زلازل۔ سیلاب۔ آتش فشانی کوہستان۔ بمثل موجودہ جنگ یورپ ان پر بھیجوں گا۔ اور ان سے جنگ کروں گا۔ حتی کہ وہ اس میرے بھیجے ہوئے فرستادہ۔ رسول۔ نبی۔ مصلح کے احکام کی کامل طور پر فرمانبرداری کریں۔ اور اپنی شرارتوں اور بدکرداریوں سے توبہ کریں۔

دوسرا پردہ اٹھا کر دیکھا جاوے تو وہ رب العالمین ورحیم علیم وحکیم خدا ہے۔ موجودہ ہستی چند روزہ کو ایک شفاخانہ سمجھو۔ جس طرح حکیم۔ ڈاکٹر کسی بیمار کو کونین چرائتا افسنتین۔ ایلوا وغیرہ کوئی کڑوی دوا تجویز کرتا ہے اور دوسرے بیمار کا کوئی عضو تمام اور دیگر اعضاء کو بیکار کر دینے والا کچھ کر کاٹ ڈالتا ہے۔ اور تیسرے کسی وبائی بیمار کو جس سے مہلک مرض متعدی کے پھیل جانے کا اسکو یقین ہو جائے۔ بعض اوقات اجل ہی کے حوالہ کر دیتا ہے اسی طرح اس علیم وحکیم سمیع وبصیر خدا نے اس دنیا کو بیماریوں سے پاک صاف کرنے کے لئے یہ شفاخانہ جاری کر رکھا ہے یا اس باغبان کی سی مثال ہے جو اپنے باغ کو پاک صاف اور عمدہ پھل پھول لانے کے واسطے بعض بے ثمر اشجار کا علاج کرتا ہے۔ اور بعض تلخ اور کڑوے پھل لانے والوں کو جڑ سے ہی کھود پھینکتا ہے۔ اور اکثر جڑی بوٹیوں کو جو پھل وپھول لانے والے اشجار کے سد راہ ہوں کاٹ کر باغ کے باہر پھینک دیتا ہے۔ اور نان پز ان کو لاکر تنور کی دیوی کی نذر کر دیتا ہے۔ اسی اصلاح کے لئے اس رب الافواج نے اپنی شریر اور نافرمان رعایا سے جنگ ٹھانی ہے۔ رعایا کو چاہیئے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔ اپنی شرارتوں کو چھوڑ کر معافی کے خواستگار ہوں۔ اپنے زمانہ کے عظیم الشان مجدد مصلح نبی حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود مہدی مسعود علیہ التحیات والثناء (فداہ امی وابی) کو مان کر عمل صالح کی طرف توجہ کرے۔ اس وقت یہ ایک ہی ذریعہ موجودہ عذابوں سے نجات۔ مکتی۔ خلاصی اور فلاح حاصل کرنے کا ہے۔ اور کوئی ذریعہ اسکے سوا نہیں ہے فتدبروا یا اولی الابصار۔

ملک گجرات کاٹھیاواڑ۔ خاندیش کی بستیوں میں ظہر الفساد فی البر والبحر کا کامل نمونہ پایا جاتا ہے۔ اقوام پارسی و ہندو تو دنیا کمانے کے درپے ہیں۔ شب و روز تجارت میں غرق رہتے ہیں۔ ان کا قول ہے "ایمان بھی زر مذہب بھی زر خدا بھی زر" ایک شخص سے میں نے دریافت کیا۔ کہ تم کس کی پرستش کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا۔ جوار۔ باجرہ۔ گندم۔ گھی وغیرہ کا نرخ مجھ سے دریافت کرو یا کوئی مفید تجارت کے متعلق مجھ سے دریافت کرو۔ ہر ایک کے سر میں یہی دھن ہے کہ لکھپتی بن جاؤں۔ مسلمان صحیح کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والا شاذونادر ہی ملتا ہے۔ اکثر دیہ میں عدم کا حکم ہے۔ مساجد ویران ہیں۔ تھیئٹر۔ ناٹک۔ تماشہ گاہیں آباد ہیں۔ ہندو پارسی بڑے شوق سے گروہ در گروہ تماشہ گاہوں میں جاتے ہیں عرفی مسلمان بھی نماز خفتن تھیئٹروں میں ہی ادا کرتے ہیں۔ اور صلوٰۃ اللیل تھیئٹر میں گذار کر تباہ خانوں میں کتوں کی طرح دن کے آٹھ بجے تک سیخ کباب ہوتے رہتے ہیں۔ ام الخبائث۔ تاڑی وغیرہ شیر مادر کی طرح ہضم کرتے ہیں۔ اور جوا انکی عادت ہے۔ علماء اُمراء۔ حاکم۔ محکوم۔ علانیہ لب سڑک "رامجنی"۔ کنجری کا ناچ دیکھتے ہیں۔ (اس ملک میں بازاری عورتوں کو رامجنی کہتے ہیں۔ بوجہ نطفہ بے تحقیق ہونے کے اسکو "رام" کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ علمائے اسلام نے مسئلہ سود کا وعظ کرنا اس ملک میں حرام سمجھا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں کہا جاوے۔ کہ ماتحت حکم وماکنا معذبین حتی نبعث رسولاً کے مسیح موعود مہدی مسعود علیہ التحیات والسلام آگئے تو فرماتے ہیں کہ ابھی مہدی کی ضرورت نہیں۔ ... دین اسلام سکھانے کے لئے ہم ابھی موجود ہیں۔ اللّٰھم انی اعوذبک من ذلک العلماء۔ فقط والسلام۔ حضور کا ادنیٰ غلام عاجز۔ حسن محمد خاں احمدی۔ ایسرواڑی پیچ باڈہ۔ خاندیش

ترجیع بند

از اخویم مکرم قاسم علیخان صاحب قادیانی رامپوری

جو آپنے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بتاریخ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۵ء پڑھا

ہزار شکرِ کریم قادر کہ بنکے احمد محمدؐ آئے
ہزار صل علےٰ محمدؐ جو ہو کے محمود احمدؐ آئے

تحل تحل انتظار مدقون - بدل بدل رنگ چشم پرخون
بہل بہل اضطرابِ افزوں - سنبھل سنبھل جلد بخت وارون
مچل مچل شوقِ قلب محزوں - ادچھل ادچھل دشمن ہوج جیحوں
ادبل ادبل جوش طبع موزوں - ادگل ادگل لعل دُرِ مکنوں

(ہزار شکرِ)

تلاطم بحرِ عقل حرفت - تصادمِ نقلِ بَرِ صنعت
تبدّل روز و شب کی رنگت - تغیّر مہر و مہ کی ہیئت
تکدرِ انجم فراست - تمدن ملک و قوم و ملت
تباہ ہے جسے یہی ضرورت - کہ ہونیوالی ہے کوئی بعثت

(ہزار شکرِ)

یہ حکم اب ہو رہے ہیں پیہم - نکھار دو رنگِ باغ عالم
رہیں نہ خار اور خشک ہیزم - نہ جھاڑ ہو کوئی باعثِ غم
رہے نہ کوئی حجاب شبنم - بنے گل و گلستان کی محرم
ہنسیں گل و غنچہ ہو کے خرم - طیور گائیں یہ ملکے باہم

(ہزار شکر)

جو نخل خود رو تھے کٹ رہے ہیں - بڑھے ہوئے حد سے چھنٹ رہے ہیں
بھٹکنے والے پلٹ رہے ہیں - مقام باطل سے ہٹ رہے ہیں
جو پھیلے بیجا سمٹ رہے ہیں - صفوں کی طرح لپیٹ رہے ہیں
دلوں کے پردے اولٹ رہے ہیں - بصدق و اخلاص رٹ رہے ہیں

(ہزار شکرِ)

دو عالم آج انقلاب میں ہیں - نئے حساب و کتاب میں ہیں
جو سطوتوں کے حجاب میں ہیں - خدا کے قہر و عتاب میں ہیں
کچھ اور اسکے عذاب میں ہیں - منافقت کی نقاب میں ہیں
مگر جو رحمت کے باب میں ہیں - وہ کہتے حق کی جناب میں ہیں

(ہزار شکرِ)

بہت تھی ظلمت نے خاک اڑائی - بہت تھی سر پر زمین اٹھائی
خدا کے قہر و غضب میں آئی - کئے کی اپنے سزا یہ پائی
ہوئی ہے اب عمل کی رسائی - کہ کوہ سے کم نہیں ہے رائی
بہار تازہ یہ مژدہ لائی - خدا کی پھر ہو گئی خدائی

(ہزار شکرِ)

نحوست بخت جا رہی ہے - جہاں میں رونق پھر آ رہی ہے
خوشی ہر اک سمت چھا رہی ہے - مراد کے دن دکھا رہی ہے
بہار اودھم مچا رہی ہے - نسیم خوشبو لٹا رہی ہے
گلوں کو بلبل سنا رہی ہے - ترانہ قمری یہ گا رہی ہے

(ہزار شکرِ)

گیاہ ناقص کا کٹ کے جلنا - زمین سے پھر سبزہ کا نکلنا
درختوں کا پھولنا وہ پھلنا - نئے نئے پیرہن بدلنا
صبا کا اٹھلائی چال چلنا - شمیم کا ناز سے مچلنا
چمن کا عطرِ بہار ملنا - یہ بڑھ کے فواروں کا اچھلنا

(ہزار شکرِ)

برس رہا ہے سحاب رحمت - نکھر چلی گلستاں کی رنگت
ہے صنعتِ باغبان قدرت - زمیں کو ہے آسماں پہ رفعت
ہوئی ہر اک آنکھ محو حیرت - جو چھائی کثرت پہ آ کے وحدت
بلند ہے یہ صدائے فرحت - ہے آسماں سے یہی بشارت

(ہزار شکرِ)

ہے قال اب اور حال بھی ہے - مشاہدہ بھی خیال بھی ہے
جو بدر ہے تو ہلال بھی ہے - کمال بھی ہے زوال بھی ہے
ہے ممکن اب جو محال بھی ہے - جمال بھی ہے جلال بھی ہے
مفارقت بھی وصال بھی ہے - مثیل بھی ہے مثال بھی ہے

(ہزار شکر)

وہ دیکھیں تقویٰ شعار ہو کر - بنے جو اغیار یار ہو کر
ہیں قاتل اب جاں نثار ہو کر - کھٹک رہے ہیں جو خار ہو کر
گرے ہیں وہ شہسوار ہو کر - اٹھے ہیں لیکن غبار ہو کر
رہیں جہاں میں بہار ہو کر - بڑھیں جو یہ استوار ہو کر

(ہزار شکرِ)

شجر تھے تنہا جو بے ثمر کے - ہوئی ہوا کی وہ اک نظر کے
جو اصل سے اپنی کٹ کے سر کے - رہے وہ خورشید و بہر کے
جنہیں گھے خاک اب نکے جو مر کے - رہے اب وہ گھاٹ کے نہ گھر کے
رہیں بہ بہکاری نہ در بدر کے - جواب بھی آئیں یہ شکر کر کے

(ہزار سکر)

ہے آسمان پر یہ شور برپا - ملک یہی کر رہے ہیں چرچا
وہ بدر کامل ہے آج نکلا - مٹے گا جس سے ہر اک اندھیرا
ازل سے تھا جسکے سر پہ باندھا - ہدایت آخرت کا سہرا
حدوث میں ہے قدم کا جلوہ - نہ کیوں ہوں مشتاق نغمہ آرا

(ہزار شکر)

گلوں میں پوشیدہ جسکی بو تھی - ہر ایک غنچہ میں جسکی خو تھی
زبان پہ جس کی گفتگو تھی - سخن کی جس سے کہ آبرو تھی
خبر شمائل کی مو بمو تھی - جو دیکھی صورت تو ہو بہو تھی
وہ جس کی آمد کی آرزو تھی - ہر ایک ملت کو جستجو تھی

(ہزار شکرِ)

کھلا ہوا ہے، فنا کا داماں - ہیں عقل ظاہر کے ہوش پرّاں
منجم و فیلسوف دوراں - ہے جن کا سائنس دین و ایمان
ہیں آتش خود روی میں سوزاں - ہزاروں گریان اور نالاں
مگر کیا حق نے ہم پہ احساں - کہ نورِ حق ہو گیا نمایاں

(ہزار شکر)

صدائے بلبل چمن چمن ہے - خوشی میں ہر مرغ نعرہ زن ہے
ترقی حسن انجمن ہے - بہار نسرین و نسترن ہے
شباب پر حسن یاسمن ہے - نئی سجاوٹ نئی پھبن ہے
کلی کا اسپر کھلا دہن ہے - زبان سوسن پہ یہ سخن ہے

(ہزار شکر)

غریب بیکس کہ ہر جا آئیں - جو درد و غم ہو وہ کہہ سنائیں
جو حاجتیں جن کی ہوں وہ لائیں - سب اپنی اپنی مراد پائیں
خدا نے مقبول کیں دعائیں - وہ دھوم سے شادیانہ بجائیں
اوسی کے در پہ سر اب جھکائیں یہ اسکی حمد و ثنا میں گائیں

(ہزار شکرِ)

ہے فانی ہر اک یہاں کی ہستی - رہیگی باقی نہ کوئی بستی
بُری بلا ہے یہ خود پرستی - شرارت نفس کی ہے مستی
اسی سے ہیں لعنتیں برستی - خرید و مہنگی نہ اسکو سستی
جو چاہتے ہو رہے نہ پستی - کہو یہ پڑھ پڑھ کے پیش دستی

(ہزار شکر)

خدا کی ہے ذات جاودانی - سوا اسکے ہر اک ہے فانی
ہر اک بنا کا وہی ہے بانی - نہ مثل اس کا نہ کوئی ثانی
یہ قصے ہو جائینگے کہانی - بنو زمینی سے آسمانی

جو چاہو تم اوسکی مہربانی - پڑھو یہی قول قادیانی
ہزار شکر کریم قادر کہ بنکے احمد محمد آئے
ہزار صلِ علیٰ محمدؐ جو ہو کے محمودؔ احمد آئے

در مدح حضرت خلیفہ ثانی

لُطفِ حق رحمت باری ہے امام محمودؔ
دیکھ سکتا نہیں خود بین یہ مقام محمودؔ
بندۂ نفس جو کہتا ہے انا خیر منہٗ
کیا خبر اس کو کہ کیا نام ہے نام محمود
پئے تسلیم جھکا جو وہی سرافسر ہے
سرفرازی کا نمونہ ہے سلام محمود
جس کے پہلو میں ہو دل دل میں ہو لاطلبی
کلمۂ حق ہو نگاہوں میں کلام محمود
صاف باطن کو ضرورت ہی نہیں حجت کی
چشم بینا کو تو کافی ہے نظام محمودؔ
خبث باطن ہو - منافق ہو کہ ہو سینہ صاف
اس کی بو باس سمجھتا ہے مشام محمودؔ
جس نے احمدؐ کو نہ مانا وہ محمدؐ سے پھرا
منکر احمدؐ کا ہے جو ہو نہ غلام محمود
خم کے خم پی گئے لیکن نہ ہوا کوئی اثر
ہوش آیا ہے پیا جب سے کہ جام محمودؔ
فکر دنیا کی نہ کچھ و غم غمِ حشر مجھے
قادیانی ہوں میں ہے یہ غلام محمودؔ

دیگر

ظہور قدرت ثانی ہوئی شان بشیرالدین
پئے روح محمدؐ جسم ہے جان بشیرالدین
نہ کیوں محبوب ہوں حق کو محبانِ بشیرالدین
کہ وہ خود مہربان ہو کر ہے خواہاں بشیرالدین
اگر دیکھیں کبھی شان غلاماں بشیرالدین
تو شاہاں جہاں آکر ہوں دربان بشیرالدین
تجلی نور حق کی دیکھتا ہو جس کو وہ دیکھے
شعاع آفتاب روئے تابان بشیرالدین
دلوں پر حاسدوں کے بڑھ گئے گل داغ حسرت کے
جو دیکھا پھولتا پھلتا گلستان بشیرالدین
خواص شپپری تھے جنہیں ہیں شب کور بھی جب سے
بنا ہے نور حق شمع شبستان بشیرالدین
مخالف علم عمر و تجربہ پر ناز کرتا ہے
نہیں جو شش اک طفل دبستان بشیرالدین
یہ آواز شغال اے بدسگال اپنی نہ اونچی کر
نہ سن پائے کوئی شیر نیستان بشیرالدین
جو ہیں رکھتے تھے آئے تیج میں گردش سے قسمت کی
جب آیا یہ مبارک دور دوران بشیرالدین
نہ پائیگا کبھی لطف مئے عشق محمدؐ کو
نہ ہو جب تک کہ خاکپائے مستان بشیرالدین
تمنا ہے پکارا جاؤں روز حشر یہ کہکر
اِدھر آ قادیانی ثناخوانِ بشیرالدین

ایک متلاشئ حق کی واردات -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ ونصلے علے رسولہ الکریم

از اسلامیہ کالج - لاہور

بخدمت جناب خلیفۃ المسیح موعودؑ مہدی مسعودؑ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - تسلیمات بندگانہ کے بعد عرض درخدمت عالی ہے کہ بندہ ذات کا سید بخاری اور مخدوم پیر جہانیان جہاگشت کی اولاد ہے - جن کا مزار شریف جونیاں میں ہے - اور کمترین کو سید شاہزمان علی کہتے ہیں - امابعد عرض خدمت عالی میں ہے کہ مجھے قدیم سے ہی مذہبی کتابوں کا بہت شوق رہا ہے - اور میں اکثر اپنے ہم جماعت آریوں سے تناسخ اور نیوگ کے مسئلہ پر بحث کیا کرتا تھا - اور حضرت ایڈیٹر صاحب نور کی کتابوں (سوسنگلا - آریہ دھرم کا فوٹو) سے فائدہ اُٹھاتا تھا - جب مینے ذرا ہوش سنبھالا - تو مینے سُنا کہ ایک قادیانی فرقہ ہے - لیکن لوگ انکے مقتدا (حضرت صاحبؑ) کی شان میں بہت گستاخی کرتے ہیں - وجہ صرف یہ کہ انہوں نے دعوے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے اور نبوت کا کیا ہے مینے بہت سوچا کہ واقعی مسیح نے دوبارہ آنا ہے - اور امام مہدی بھی - دیکھیں تو سہی کہ واقعہ میں مرزا صاحب اپنے دعاوی میں سچے ہیں - اسلئے مَیں نے اکثر کتابیں پڑھنی شروع کیں - اسی اثناء میں ایک دفعہ لاہور سٹیشن کے پاس ایک پادری صاحب وعظ کر رہے تھے - مینے اُنکے ساتھ بات چیت کی تو انہوں نے کہا کہ دیکھو ہمارا مسیح خدا کا بیٹا تھا - تب ہی تو وہ آسمان پر اُٹھایا گیا - اور تمہارا رسُول زمین میں دفن ہُوا - اور وہ (مسیح) دوبارہ آئے گا - اور تمہارے مذہب کی خرابیوں کو رفع کریگا وہ افضل ہے یا تمہارا رسُول ؟ اِس بات سے میں بہت لاجواب ہُوا اور میں بہت افسردگی کی حالت میں واپس آرہا تھا کہ ایک میرے دوست جو کہ احمدی ہیں مجھے ملے - اور غمگین ہونے کا سبب پوچھا - مینے تمام بات سُنائی - انہوں نے کہا کہ چلو میں بھی تمہارے ساتھ پادری صاحب کے پاس چلتا ہوں مینے کہا کہ تم بھی ناحق شرمندہ ہو گے وہ بہت عالم ہے - لیکن انہوں نے اصرار کیا - اور ہم لوگ پادری صاحب کے پاس پہنچ گئے - اور انکے درمیان یوں بات شروع ہوئی :-

مُسلمان - پادری صاحب آپ کس طرح کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر اُٹھائے گئے - وہ تو فوت ہو گئے - ان کا مزار سری نگر کشمیر میں ہے - آپ قرآن شریف یا کسی مستند حدیث سے ثابت کریں ورنہ میں آپ کی کتاب سے ثابت کرتا ہوں کہ وہ صلیب پر نہیں مرے - اور غش کی حالت میں اُتار لئے گئے ؛

پادری صاحب :- اِس سے پہلے کہ میں آپ سے بات کروں آپ مجھے بتاویں کہ آپ کون سے فرقہ سے ہیں ؛

مُسلمان :- میں احمدی ہوں - اور مرزا صاحب کا معتقد ہوں ؛

پادری صاحب :- ہم لوگ آپکے ساتھ بحث نہیں کرتے - آپ مسلمان ہی نہیں - آپ اپنے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ فیصلہ کریں - تب ہمارے تک آویں ؛

مُسلمان :- آپ کو اس سے کیا - آپ اگر ہماری کتاب سے ثابت نہیں کرتے تو میں آپکی کتاب سے ثابت کرتا ہوں ؛

لیکن زیادہ بات نہ ہوئی - اور پادری صاحب کُرخ پر نہ آئے اور وہاں سے چل دیئے - مینے دل میں سوچا کہ یہ مذہب کیا ہے جو پادری لوگ اس سے بھاگتے ہیں - تب مینے حضرت صاحب کی چند کتابیں پڑھیں - اور وفات مسیح کا ثبوت پڑھا - اور دجال یاجوج - ماجوج وغیرہ کی بابت پڑھا - تو میرے دل کو ان باتوں نے

کھینچا۔ اور میں نے چند پرانی کاپیاں ریویو آف ریلیجنز کی پڑہیں جو میں داروغہ فضل کریم صاحب سے لیتا تھا تو مجھے معلوم ہو گیا۔ کہ واقعی مسئلہ تو خوب حل شدہ ہے۔ لیکن میں اپنے گھر والوں سے بات کو چھپاتا رہا۔ کیونکہ یہ لوگ مرزا صاحب کے نام سے دور بھاگتے ہیں ٭

اما بعد مجھ کو خیال بھول گیا۔ اور میں نے دل کو بہت سمجھایا کہ کیا فائدہ ہے کہ آس پاس کے لوگوں کی لعن وطعن لونگا۔ اس لئے میں پڑھنے تنگ گیا۔ اور دل سے ان باتوں کو بھلا دیا۔ اور اب تقریباً ٣ سال کے بعد میرے دل میں پھر خیال آیا کہ جب ایک شخص دعوے کرتا ہے تو کیوں نہ اسکو پرکھا جاوے۔ اس مدعا سے مینے حضرت مرزا صاحب کی کتابیں پڑہیں۔ اور پھر آخر کار جب میں وفات مسیح کو دل سے مانگیا۔ تو پھر مینے ایک دوست مولوی عبد الرحمٰن صاحب کو جو امرتسر اسلامیہ ہائی سکول میں مدرس ہیں۔ ایک خط لکھا۔ اور ان سے مشورہ لیا۔ انہوں نے مجھے مولوی قدرت اللہ صاحب کا پتہ بتایا۔ اور مینے وہاں جانا شروع کیا۔ انہوں نے میری کسی حد تک تسلی کی۔ لیکن حضرت صاحب کی نبوت کے بارے میں میری تسلی نہ ہوئی۔ حالانکہ بابو محمد امین صاحب نے بہت سمجھایا وہ کہتے ہیں کہ خاتم المرسلین کے معنے ہیں کہ نبیوں اور رسولوں کی مُہر۔ یعنی اس کی مہر کے بغیر کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ لیکن حضرت صاحب ایک غلطی کے ازالہ میں لکھتے ہیں کہ ویسے تو خواہ پرانا یا نیا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ کیونکہ آنحضرت پر نبوت ختم ہے۔ لیکن سیرت صدیقی سے جو شخص حصہ لیتا ہے وہ محمدیت کی چادر کے نیچے آجاتا ہے۔ اور اسطرح ختمیت کی مُہر نہیں ٹوٹتی مگر عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے ضرور ٹوٹیگی۔ اب اس سے ظاہر ہے کہ وہ خاتم النبیین سے مُراد یہ لیتے ہیں کہ نبوت ان پر ختم ہوگئی۔ دو بیان متضاد ہیں۔ اور حالت تذبذب میں میں نہیں جانتا کہ کیا کروں۔ اب میں انشاء اللہ تعالیٰ مولوی غلام رسول صاحب کے درس میں حاضر ہوا کرونگا۔ اُمید ہے کہ وہاں سے تسلی ہوگی۔ مجھے میرے دوست کئی ایک مولویوں کے پاس لے گئے ہیں تاکہ وفات مسیح پر بات ہو۔ یہاں پر ایک لطیفہ ہدیہ ناظرین ہے۔ وہو ہذا :

مجھے میرے ایک دوست مولوی کے پاس لیگئے۔ اور وہ صاحب عربی کی اچھی لیاقت رکھتا تھا۔ اس نے مجھے یوں کہا :-

مولوی صاحب :- میں آپ کو حیات مسیح کا قائل کر دونگا۔ لیکن صدق دل سے سُنیں لیکن کم از کم ڈیڑھ گھنٹہ میری باتیں سنی ہوگی اور پہلے تم ثابت کرو کہ وفات مسیح ہو چکی ہے۔

مَیں :- میں صدق دل سے بات سنونگا۔ میں ہٹ دھرم نہیں۔ پہلے میں وفات مسیح کا ایک چھوٹا سا ثبوت دیتا ہوں لیکن آپ بھی صدق دل سے سُنیں اور سچائی کو قبول کریں وہ یہ ہے کہ آپ قرآن شریف کھولیں۔ اور سورۃ مائدہ کے آخر کو پڑھیں کیا لکھا ہے۔ مولوی نے قرآن شریف کھولا اور پڑھا مینے کہا آپ یہاں تو وفات مسیح کو مانینگے؟ اور کوئی تاویل مینے تو نہیں کر دی۔ پس مولوی صاحب کے چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگیں اور کہا کہ میرا ہرج ہوتا ہے۔ آپ تشریف لیجاویں۔

اب آپ کی خدمت میں نہایت ہی ادب سے عرض ہے کہ آپ دُعا فرماویں کہ خدا مجھے صراط مستقیم بتاوے۔ اور میری تذبذب کی حالت کو رفع کرے۔ کیونکہ آپ کی دُعا قبول ہوتی ہے۔ اور یہ کہ خدا مجھے ہدایت دے۔ اور میرے یار دوست بھی راہ حقہ کو پالیں۔ اور مجھے تنگ کرنا چھوڑ دیں۔ اور میرے اہل خانہ بھی میری پیروی کریں۔ امید ہے کہ آپ اس غریب و مذبذب کی حالت پر رحم فرما کر ضرور بالضرور دعا فرماویں گے۔ اور تمام حاضرین کی خدمت میں بھی میری طرف سے ایسا کرنے کو کہیں گے۔ خدا کرے کہ اگر آپ سچے اور صادق ہیں تو میں جلد آپ کی غلامی کا شرف حاصل کروں۔ آمین! اور تمام احباب ملت سے بھی بذریعہ الفضل اور الفاروق کے میرے حق میں دعا کرنے کو فرمایا جاوے۔ آپ خلیفہ رسول ہیں۔ اور اس لئے اُمید ہے کہ آپ ضرور بالضرور اس عاجز کے واسطے دعا کر کے ذرہ نوازی فرماوینگے

والسلام

مسیح موعود محمدؐ است وعین محمدؐ است

(بقیہ ۵)

شاہزادہ عبد اللطیف شہید کے آخری الفاظ

اس مضمون کے چوتھے نمبر میں مینے بفضلہ تعالیٰ محض حضرت مسیح موعود کی پاک تحریرات سے اس امر کو پایہ ثبوت تک پہونچا دیا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو جب تک واقعی اور حقیقی معنوں میں نبی اور رسول نہ مانا جاوے اور شان میں آنحضرتؐ کا ہی بروز کامل قرار نہ دیا جاوے۔ تب تک یہ بات غیر ممکن ہے کہ آیت کریمہ "وآخرین منھم" کا مفہوم متحقق ہو سکے۔ کیونکہ اس کا مفہوم مقتضی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی رسالت اور نبوت کے ساتھ آخرین میں بھی اسی طرح اپنا افاضہ فرماویں جسطرح کہ اولین میں فرما چکے ہیں پس یہ آیت ہمیں اس بات کے ماننے کے لئے مجبور کر رہی ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود کو نام۔ کام اور مقام کے اعتبار سے بعینہ آنحضرتؐ کا ہی وجود یقین کریں ورنہ یہ ممکن ہی نہیں کہ مسیح موعود کی جماعت تو اصحاب رسول اللہ کہلانے کی مستحق ہو جاوے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود نہ ہوں۔ پس حق بات یہی ہے کہ گو بظاہر مہدی معہود کے توسط سے دنیا کو ہدایت ہوئی۔ لیکن دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور کمال روحانیت نے نئے سرے سے اصلاح عالم کی طرف ایسی سرگرمی سے توجہ فرمائی ہے کہ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی دوبارہ مبعوث ہو کر دنیا میں آگئے ہیں اور اس بات میں انکار کی گنجائش نہیں اب میں ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ جب تک حضرت مسیح موعود کو نام۔ کام اور مقام کے اعتبار سے بالکل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود تسلیم نکیا جاوے۔ تب تک اس بات کا سمجھنا بالکل محال ہے کہ کیونکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے ایک نبی اللہ مبعوث ہو گیا بلکہ اگر مسیح موعود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی فرق یا دوئی یا مغایرت قرار دی جاوے تو اس کا لازمی نتیجہ سوائے اس کے اور کچھ نہ ہو گا کہ یا تو حضرت مسیح موعود کو نعوذ باللہ من ذالک کاذب اور کافر قرار دیا جاوے یا آنحضرتؐ کے خاتم النبیین ہونے سے منکر ہونا پڑیگا الغرض اسقدر فساد لازم آئیگا کہ ایک عقلمند کے لئے نہایت سخت مشکلات کا سامنا ہو گا۔ چنانچہ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :- "میں آنحضرتؐ کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت ورسالت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں۔" یعنے جو شخص آنحضرتؐ سے دوسرا یعنی دوئی کا رنگ رکھتا ہو اگر وہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے تو وہ کافر اور کاذب ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں "خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغایرت کا باقی ہے اُسوقت تک اگر کوئی نبی کہلائیگا تو گویا اس مہر کو توڑنیوالا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے۔" لیکن حضرت مسیح موعود چونکہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی دوسرے مدعی نبوت و رسالت نہ تھے اسلئے آپ کا نبی اور رسول ہونا ختم نبوت کے منافی نہیں جیسا کہ فرمایا "اور میں کہتا ہوں کہ آنحضرتؐ کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے۔ مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے ۲۰ برس ہوئے کہ براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرتؐ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اسطور سے آنحضرتؐ کے خاتم النبیین ہونے میں ...

الغرض اگر حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم سے علیحدہ وجود تصور کر کے نبی اور رسول قرار دیا جاوے۔ تو اس کے دوسرے معنی یہ ہیں۔ کہ آپ نعوذ باللہ کاذب تھے۔ پس سلامتی کی یہی ایک راہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کو بموجب آپ کی کھلی کھلی تحریرات کے آنحضرت صلعم کا ہی وجود تصور کیا جاوے۔ اور نام۔ کام۔ اور مقام میں آپ میں اور آنحضرت صلعم میں کوئی فرق نہ رکھا جاوے۔ اور کوئی دوئی یا تفریق نہ کی جاوے

علاوہ اس کے اگر حضرت مسیح موعودؑ کو آنحضرت صلعم سے الگ کوئی علیحدہ وجود اور رسول تسلیم کیا جاوے اور پھر آپ کی وحی اور آپ کی کھلی کھلی تحریرات کی طرف دیکھا جاوے تو لازمی طور سے آپ کا بلا کسی اشتباہ کے افضل الانبیا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ منجملہ بہت سے کھلے کھلے الہامات کے ایک وحی الٰہی میں حضرت مسیح موعود کو یوں مخاطب کیا گیا ہے۔

"دنیا میں کئی تخت اترے۔ پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا" اس وحی الٰہی میں حضرت مسیح موعود کے مقام کو سب سے بڑھکر پیش کیا گیا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود کو علیحدہ وجود اور رسول تصور کرتے ہوئے اس وحی الٰہی کا مصداق قرار دینا گویا دوسرے لفظوں میں آنحضرت صلعم کی ہتک کرتا ہے جس کے لئے کوئی خدا ترس تیار نہیں۔ پس سلامتی کی یہ کیا ہی سیدھی راہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کو آنحضرت صلعم کا ہی وجود تسلیم کرتے ہوئے آنحضرت صلعم کی نبوت و فضیلت کو آنحضرت صلعم تک ہی محدود رکھا جاوے۔

پھر عجیب تر بات یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے **ہر ایک بات میں وجود محمدی** میں داخل کر دیا ہے (نزول المسیح صـ۳) یہاں تک کہ اگر آنحضرت صلعم کو یا ایہا النبی کے مبارک الفاظ سے مخاطب کیا گیا۔ تو حضرت مسیح موعود کو بھی انہیں مبارک الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔ جیسا کہ وحی الٰہی۔

یا ایہا النبی۔ اطعموا الجائع والمعتر

اور اگر رسول اللہ صلعم کو قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کا معزز عہدہ نصیب ہوا۔ تو حضرت مسیح موعود کو بھی یہی معزز عہدہ نصیب ہوا۔ اور اگر رسول اللہ صلعم کو سراجاً منیرا و داعی الی اللہ کی خصوصیت عطا ہوئی۔ تو حضرت مسیح موعود کو بھی یہی نام دیا گیا۔ اگر رسول اللہ صلعم کو رحمت للعالمین کر کے روانہ کیا۔ تو مسیح موعودؑ کو بھی ایسا ہی کیا۔ اگر رسول اللہ صلعم کو لیکون للعلمین نذیرا کر کے بھیجا۔ تو مسیح موعود کو بھی دنیا میں ایک نذیر آیا سے مخاطب کیا۔ اگر رسول اللہ صلعم کو خاتم النبیین کا نام دیا گیا۔ تو مسیح موعود نے بھی خاتم الاولیا کا نام پایا۔ الغرض جہاں تک غور کیا جاوے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا محمد اور عین محمد ہونا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"میں اپنے رب سے اس مقام پر نازل ہوا ہوں جس کو **انسانوں میں سے کوئی نہیں جانتے**۔ اور میرا بھید اکثر اہل اللہ سے پوشیدہ اور دور تر ہے۔ قطع نظر اس سے کہ عام لوگوں کو اس سے کچھ اطلاع ہو سکے۔ اور میرا مقام غوطہ لگانے والوں کے ہاتھوں سے بہت دور ہے۔ اور میرے ورے چڑھنے کی بلندی قیاس میں آہی نہیں سکتی" خطبہ الہامیہ صـ۱۹

اب اس حوالہ کو بغور پڑھنے سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ حضرت مسیح موعود کا نزول درحقیقت مقام محمدی پر ہوا ہے۔ کیونکہ سوائے مقام محمدی کے کوئی ایسا مقام نہیں جسکو انسانوں میں سے کوئی نہ جانتا ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود کا یہ شعر بھی کہ ؎

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم۔
آنچنان از خود جدا شد کز میان افتاد میم

اسی بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ کہ مقام محمدی کا صحیح طور سے جاننا انسانی عقل اور فہم سے بالاتر ہے۔ اور اکثر اہل اللہ بھی اس مقام سے بے خبر اور دور تر ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ الہامی شعر بھی کہ ؎

"برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے۔ جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے"

مقام محمدی کو وہم و گمان سے برتر پیش کر رہا ہے۔ پس خطبہ الہامیہ کی یہ عبارت کہ "میں اس مقام پر نازل ہوا جس کو انسانوں میں سے کوئی نہیں جانتا صریح طور سے مسیح موعود کا نزول مقام محمدی پر ظاہر کر رہی ہے۔ اور نیز یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ درحقیقت آنحضرتؐ کی روحانیت نے اس وقت اپنے کمال ظہور اور غلبہ نور کے لئے حضرت مسیح موعود کی شکل و صورت میں اپنا مظہر اختیار کیا ہے۔ پس جیسا کہ مقتضی تھا۔ وہ مظہر بھی اپنی شان نزول میں وہی مقام رکھتا ہے جو اس کا صاحب بروز رکھتا ہے۔ پھر اسی خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں۔

"اور میرا قدم خدا تعالیٰ کی راہ میں تیز چلنے والی اونٹوں سے تیز تر ہے۔ **پس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ قیاس مت کرو**۔ اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ۔ اور اپنے تئیں شک و جنگ کے ساتھ ہلاک مت کرو۔ اور میں مغز ہوں جس کے ساتھ چھلکا نہیں۔ اور روح ہوں جس کے ساتھ جسم نہیں۔ اور وہ سورج ہوں جس کو دشمنی اور کینہ کا دھواں چھپا نہیں سکتا۔ **اور کوئی شخص تلاش کرو جو میری مانند ہو۔ اور ہرگز نہ پاؤگے۔ اگرچہ چراغ لیکر بھی ڈھونڈتے رہو**۔ خطبہ الہامیہ صـ۱۹-۲۰۔

اب دنیا جہان کو چھان مارو۔ لیکن سوائے آنحضرت صلعم کے مندرجہ بالا حوالہ کا مصداق تم کہیں نہ پاؤگے۔ یعنی اس کا کامل مصداق مندرجہ بالا تحریر میں حضرت مسیح موعود اپنے آپکو قرار دے رہے ہیں۔ پس کیا یہ تمام عبارت پکار پکار کر حضرت مسیح موعود کو محمد اور عین محمد صلعم پیش نہیں کر رہی ہے۔ اور کیا یہ عبارت خود اس امر کی شاہد نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کا نزول مقام محمدی پر ہوا ہے۔ پھر کیا یہ عبارت اس امر کو بیان نہیں کرتی۔ کہ حضرت مسیح موعود روحانی حقیقت میں واقعی وہی نبی خاتم الانبیا تھے اور آپ میں اور آنحضرت صلعم میں اس قدر نفی غیریت اور اشد اتحاد پیدا ہو گیا تھا۔ کہ آپ نام۔ کام۔ مقام کے اعتبار سے بعینہ آنحضرت صلعم کا ہی وجود قرار پا گئے تھے۔ پس ہم ان صریح عبارتوں کے ہوتے ہوئے کیونکر اور کس طرح اس بات سے انکار کریں کہ حضرت مسیح موعود واقعی نبی اور رسول نہ تھے۔ یا آپ میں اور آنحضرت صلعم میں کوئی فرق تھا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"اور میرے رب نے **میرا نام احمد رکھا ہے۔ پس میری تعریف کرو**۔ اور مجھے دشنام مت دو۔ اور اپنے امر کو ناامیدی کے درجہ تک مت پہنچاؤ۔ اور جس نے میری تعریف کی۔ اور کوئی قسم تعریف نہ چھوڑی۔ تو اس نے سچ بولا۔ اور جھوٹ کا ارتکاب نہ کیا۔ اور جس نے اس بیان کو جھٹلایا پس اس نے جھوٹ بولا ہے۔ اور اپنے خدا کے غصے کو بھڑکایا ہے۔ پس افسوس اس آدمی پر جس نے شک کیا۔ اور عہد کو توڑا۔ اور دل کو شیطان کے وسوسے سے آلودہ کیا"۔ خطبہ الہامیہ صـ۲۱

وہ لوگ جو از راہ تعصب اور ضد کے ہمیں غلو کرنے والے قرار دیکر ہم پر گمراہ نصاریٰ کا فتوے دیتے ہیں۔ ذرا اس حوالہ کو بغور مطالعہ کریں کیا اس تحریر میں ہمیں تعریف کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ پھر کیا یہ تحریر تعریف میں حد سے بڑھ جانے والے کو سچا اور صادق قرار نہیں دیتی۔ خدارا سوچو۔ تم سچوں اور صادقوں کو گمراہ اور جھوٹے قرار دیتے ہو۔ حالانکہ تم خود محولہ بالا عبارت کے

مطابق جھوٹے اور عہد شکن ہو۔ اور تمہارے دل شیطان کے وسوسے سے آلودہ ہیں کیا وہ خدا جو آسمان پر مسیح موعود کی تعریف کرتا ہے۔ جیسا کہ وحی الٰہی یحمدک اللہ من عرشہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ بھی ہماری طرح گمراہ اور بے دین ہے یہ سب باتیں شاعرانہ نہیں۔ اور نہ ہی کسی مجذوب کی بڑ ہیں۔ بلکہ یہ حقیقت ہے۔ جو خدا کی وحی سے تقویت دی گئی ہے۔ الغرض ان تمام کھلی کھلی تحریرات سے یہی پتہ ملتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود اور آنحضرت صلعم ایک ہی نام۔ اور ایک ہی کام۔ اور ایک ہی مقام کے دو وجود تھے۔ جو اپنے اپنے وقت میں ظاہر ہوئے اور نیز یہ کہ روحانی حقیقت میں مسیح موعود بعینہ وہی نبی خاتم الانبیاء تھے اور آپ میں اور آنحضرت صلعم میں کوئی تفریق یا دوئی نہ تھی پھر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں

میں اپنے خدا کی طرف سے تمام تر قوۃ اور برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ ”اور یہ میرا قدم ایک ایسے منار پر ہے جو اس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے“ (خطبہ الہامیہ)

یہ عبارت بھی حضرت مسیح موعود کے عین محمد صلعم ہونے پر شاہد مطلق ہے۔ کیونکہ وہ مقام جس پر جا کر سب بلندیوں کا خاتمہ ہو۔ وہ سوائے مقام محمدی کے ہرگز اور کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ پس حضرت مسیح موعود کا قدم ایک ایسے منار پر ہونا جس پر جا کر ہر ایک بلندی ختم ہو جاتی ہے۔ اس امر کی دلیل ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود واقعی روحانی حقیقت میں محمد رسول اللہ صلعم تھے۔ الغرض حضرت مسیح موعود احمد مہدی ہے جس کے لئے سوائے تعریف کے اور کوئی چارہ نہیں وہ بروزِ محمد صلعم ہے۔ مگر نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ محمد رسول اللہ صلعم کا غیر ہے۔ وہ فیض یافتہ افضل الانبیاء ہے۔ مگر نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس میں اور محمد رسول اللہ صلعم میں کوئی دوئی یا پردہ مغائرت کا باقی ہے۔ وہ نہاں در نہان ہے۔ مگر پھر بھی سب دنیا کے لوگوں سے زیادہ ظاہر و باہر ہے وہ بدر کامل ہے۔ مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ سورج نہیں۔ وہ سراج ہے۔ مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کی روشنی آنحضرت صلعم کے نور سے جدا ہے۔ پس خلاصہ کلام یہ ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود اور آنحضرت صلعم میں کوئی دوئی یا مغائرت نہیں۔ اور آپ میں اور آنحضرت صلعم میں من حیثیت النبوۃ و الاسم کوئی فرق نہیں۔ ہذا حضرت شاہزادہ عبداللطیف شہید کابل کے یہ الفاظ کہ ”مسیح موعود محمد است عین محمد است“ الخ

آنکھیں بڑی نعمت ہیں

مثل مشہور ہے آنکھیں گئیں جہان گیا۔ خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر کرو۔ اگر آنکھوں کی کوئی تکلیف ہو۔ تو یہ سرمہ زمزمی استعمال کرو۔ مکہ معظمہ کی پاک اور بابرکت سرزمین میں آب زمزم کے ساتھ اس کو طیار کیا گیا ہے اس لئے یہ مکہ معظمہ کا گویا تحفہ اور تبرک ہے۔ اور اس پر قیمت کچھ نہیں حرف **۸ر فی تولہ**۔ دفتر الحکم قادیان میں اس کی کچھ شیشیاں منگوائی گئی ہیں احباب جلد منگوالیں۔ محصول ڈاک الگ ہوگا

فہرست نومبائعین

(اواخر دسمبر ۱۹۱۵ء)

جنہوں نے ایام جلسہ میں بیعت کی اور جن کے تمام نام افسوس کہ جلسہ کی بھیڑ بھاڑ میں قلمبند بلکہ معلوم بھی نہ ہو سکے ؛

الہ داد خان۔ کڑیال۔ امرتسر
خوشی محمد۔ بوچک۔ سیالکوٹ
عبداللہ ״ ״
شیر احمد۔ کرم گجر۔ راولپنڈی
مراد بیگ۔ کدھر بالا۔ گجرات
شہاب الدین۔ بمبیاں۔ ہوشیارپور
جیون ״ ״
عبدالغنی۔ بہلولپور۔ لائلپور
صادق علی۔ سارچور۔ گورداسپور
ابراہیم۔ اٹھوال ״
خوشی محمد۔ ہل خان دالا۔ سیالکوٹ
محمد بوٹا۔ کیاریان ״
عبدالرحیم۔ ڈیرہ غازیخان
احمد دین۔ شاہدرہ۔ لاہور
عبداللہ۔ چک نمبر ۲۶۳۔ لائلپور
عبداللہ۔ بھاگووالہ۔ گورداسپور
باغ علی۔ دیوا سنگھ والی۔ ملتان
دین محمد۔ جیون۔ لائلپور

غلام محمد۔ میلو کے۔ گجرانوالہ
نظام الدین۔ کھٹیاریان۔ سیالکوٹ
یاسین بیگ ״ ״
جیون۔ لائلپور
سردار شاہ۔ سرشت پور۔ ہوشیارپور
نتھو۔ گوجانگل۔ گورداسپور
محمد علی۔ سیالکوٹ
امام الدین۔ گورداسپور
عبدالعزیز۔ دھنیاں۔ امیرپور
فضل الدین۔ شاہدرہ۔ لاہور
شیخ الہ بخش۔ صدر
امام الدین۔ چک لشکری گجرات
بابو سعید محمود۔ مردان
غلام سرور۔ چک ۹۸ سرگودہ
محمد ابراہیم۔ لاہور
سردار احمد چک ۹۸ شمالی۔ سرگودہ
نکے خان۔ غازی کوٹ۔ گورداسپور
بنیامین۔ دیوانگہ۔ گورداسپور

خورشید حسن۔ بٹالہ
عطا محمد۔ کوٹیان۔ گورداسپور
اعجاز الحق۔ بٹالہ
عمر دین۔ چک ۹۸ شمالی۔ سرگودہ
عبدالرحمٰن۔ شاہدرہ۔ لاہور
الہ داد خان۔ مونگ۔ گجرات
شہاب الدین۔ شاہدرہ۔ لاہور
محمد علی۔ گجرانوالہ
شاہ محمد۔ رسولپور۔ جالندھر
دین محمد۔ بھاگووال۔ گورداسپور
سید حافظ عبدالوحید۔
نتھو دین۔ کپورتھلہ
فضل دین۔ ״
علم دین۔ ننگل۔ گورداسپور
محمد دین چک ۹۸۔ شاہ پور
فضل الٰہی المعروف بھگا۔ لالہ موسیٰ گجرات
فیض احمد ״ نجا۔ بہادر شاہ۔ گورداسپور
امام الدین چک ۹۸ شمالی نہر جہلم
چودھری امام الدین ״ ״ ״
عمر الدین ״ ״ ״
ستاب الدین۔ شاہدرہ لاہور
عبدالسلام۔ قادیان
کرم الدین۔ ملیانی لاہور
محمد الدین۔ ان گجرانوالہ
عمر الدین۔ سیالکوٹ
حیات محمد۔ گدھکے۔ گجرات
محمد بخش۔ بہادر دال۔ ملتان
شاہ محمد۔ ماہ داس۔ گجرانوالہ

فیروز الدین۔ شاہدرہ۔ لاہور
فضل الرحمٰن ״ ״
عطا محمد ״ ״
احمد دین ״ ״
محمد شریف ״ ״
عبدالمجید لدھیانہ
جان محمد۔ عثمان پور۔ سنگرور
عبدالمجید۔ ״
خواجہ خورشید حسن۔ سہارنپور
نور عالم خان مردان
شیر محمد۔ اسدپور۔ گجرات
فضل محمد۔ جھمان۔ لدھیانہ
سردار خان۔
شہاب الدین۔ ضلع لدھیانہ
مولا داد۔ ضلع گوجرانوالہ
احمد دین۔ ڈسکہ۔ سیالکوٹ
امیر بخش۔ بمبئی
محمد بشیر۔ سیالکوٹ
بھیا۔ ننگل باغبان۔ گورداسپور
نور محمد۔ نانگٹ۔ گجرانوالہ۔
جلال الدین۔ بیڈوری۔ ضلع سیالکوٹ
ابراہیم۔ شکار ماچھی۔ ضلع گورداسپور
عبدالخالق۔ نودھران۔ ملتان
محمد دریام۔ سیدوالہ۔ لائلپور
اسمٰعیل۔ ضلع لدھیانہ
الٰہی بخش۔ بڈھے وال ״

میزان ۹۰
(باقی دارد)

درس قرآن شریف

حضرت خلیفۃ المسیح اول حکیم نورالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درس قرآن شریف کے مکمل تفسیری نوٹ سورۃ فاتحہ سے لیکر والناس تک علوم معارف کا بے بہا ذخیرہ ضخیم چار سو صفحہ تقطیع کلاں **قیمت للعہ**

دفتر الفضل قادیان